Digitized by Khilafat Library Rabwah

مدینۃ المسیح

جناب چوہدری فتح محمد صاحب ناظر اعلیٰ کے ہاں ۱۲؍ ستمبر لڑکی متولد ہوئی۔ اللہ تعالےٰ مبارک فرمائے۔

جناب مولوی عبد المغنی صاحب ناظر بیت المال چند دن کی رخصت پر اپنے وطن تشریف لے گئے ہیں۔ جناب مرزا محمد اشرف صاحب قائم مقام ناظر کے طور پر کام کر رہے ہیں۔

حکیم فضل الرحمٰن صاحب سابق مبلغ افریقہ کو صیغہ ترقی اسلام کا اسسٹنٹ سکرٹری مقرر کیا گیا ہے۔

جلسوں اور مناظروں کے متعلق ضروری اعلان

نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سے گذشتہ سالوں میں بھی یہ اعلان ہوتا رہا ہے۔ کہ کسی احمدیہ جماعت کو خود بخود کسی تبلیغی جلسہ یا مناظرہ کی تاریخیں مقرر کرنے کی اجازت نہیں ہے۔ اور اس سال بھی مئی کے مہینہ میں اس قسم کی ہدایت بذریعہ اخبار "الفضل" جماعتوں کو کی گئی تھی۔ اس کی وجہ خدانخواستہ کام میں روک پیدا کرنا یا جماعتوں کے تبلیغی جوش کو دبانا نہیں تھا۔ بلکہ مبلغین کی قلت اور نظام تبلیغ کو قائم رکھنا تھا۔ لیکن مجھے افسوس سے کہنا پڑتا ہے۔ کہ بعض جماعتوں نے اس اعلان کو فراموش کر دیا ہے۔ اور بعض مقامات پر جلسوں اور مناظروں کے لئے خود بخود تاریخیں مقرر یا منظور کر کے مبلغین کا مطالبہ کیا جاتا ہے۔ چونکہ اب وہ جماعتیں تاریخیں مقرر کر چکی ہیں۔ اس لئے میں ان کی مقرر کردہ تاریخوں کو منظور کرتا ہوں۔ لیکن آئندہ کے لئے تمام جماعتوں کو ہدایت کرتا ہوں۔ کہ بغیر مشورہ و منظوری نظارت دعوت و تبلیغ کوئی ایسا جلسہ یا مناظرہ مقرر اور منظور نہ کیا جائے۔ جس میں کسی جماعت کو کسی قسم کی مرکزی امداد کی ضرورت ہو۔ ورنہ نتائج کی وہ خود ذمہ وار ہونگی۔ میں اس بات کا پھر اعادہ کر دینا مناسب سمجھتا ہوں۔ کہ یہ پابندی تبلیغ کے کام میں روک پیدا کرنے کے لئے نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس کا مطلب کسی جماعت یا کسی فرد کے تبلیغی جوش کو دبانا ہے۔ بلکہ اس پابندی کی ضرورت صرف اور صرف اس لئے ہے۔ کہ ہمارے پاس مبلغین کی قلت ہے۔ اور ضروریات [illegible] بڑھتی چلی جا رہی ہیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس لئے اگر ہم کسی نظام کے ماتحت کام نہیں کریں گے۔ تو یقیناً ہمارے لئے مشکلات پیدا ہونگی ؛

میں احمدیہ جماعتوں کو اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ ہمارا اصل کام تبلیغ احمدیت ہے۔ اور اگرچہ یہ غرض کسی حد تک مناظروں سے حاصل ہو سکتی ہے۔ لیکن اس میں بھی کوئی شبہ نہیں ہے۔ کہ علماء مخالف نے اب اسے ایک مشغلہ اور کھیل بنا رکھا ہے۔ میں دیکھتا ہوں۔ کہ فریق مخالف کی طرف سے مناظروں کے لئے ایسے علماء پیش کئے جاتے ہیں۔ جن کے علم و فراست کی قیمت ایک کوڑی بھی نہیں۔ ان کا کام تحقیق حق نہیں ہوتا۔ بلکہ اپنی دُنیوی شہرت اور خدا تعالیٰ کے برگزیدوں سے استہزاء اور اُن کے متبعین کو اپنی شرارتوں سے دکھ پہنچانا اُن کا اصل مقصد ہوتا ہے۔ اور وُہ چاہتے ہیں۔ کہ جماعت احمدیہ اور اُس کے علماء کو ہر وقت مناظروں میں مشغول رکھا جائے۔ تا وُہ اپنے اصل مقصد کو بھول جائیں۔ اور اگر یہ نہیں۔ تو کم سے کم ایسے راستہ پر چل پڑیں۔ جس پر چلنے سے اُن کی کامیابی میں دشواریاں پیدا ہو جائیں۔ اور صلح و آشتی کی بجائے لڑائی اور دنگہ فساد شروع ہو جائے۔ لیکن ہمارے لئے ضروری نہیں۔ کہ دُشمن جب اور جہاں بھی بُلائے۔ ہم اُس کے اشاروں پر ہتھیار بند ہو کر سامنے آجائیں۔ بلکہ ہمیں بھی دیکھنا اور غور کرنا چاہیئے۔ کہ دُشمن کے مقابلہ کے لئے ہمارے لئے کونسا وقت اور کونسا میدان بہتر ہے۔ پس میرا مقصد مناظروں سے روکنا نہیں ہے۔ کیونکہ جو بات تبلیغ احمدیت کے لئے کسی حد تک بھی مفید ہو۔ ہم اُسے چھوڑ نہیں سکتے۔ لیکن طریق ایسا اختیار کرنا چاہیئے۔ جو انتظام کو توڑنے والا نہ ہو۔ اور جس سے مشکلات پیدا نہ ہوں ؛ (ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان)

حضرت خلیفۃ المسیح کا ارشاد کتاب "ہندو راج کے منصوبے" کے متعلق

میاں فضل حسین صاحب نے مجھ سے اجازت لیکر بلکہ میری پسندیدگی اور خواہش کے مطابق ایک کتاب ہندو راج کے منصوبے لکھی ہے۔ افسوس کہ اسوقت تک کم فرصتی کی وجہ سے میں اسے پڑھ نہیں سکا تھا۔ اب اس کتاب کو دیکھنے کے بعد میں اسکے متعلق اپنی رائے لکھتا ہوں۔ کہ یہ کتاب نہایت محنت سے لکھی گئی ہے۔ اور اسمیں اس امر کو واضح کر دیا گیا ہے۔ کہ ہندوؤں کے تمام لیڈر مذہبی ہوں کہ سیاسی صرف اس امر کے پیچھے پڑے ہوئے ہیں۔ کہ ہندوستان میں ویدک راج جاری کیا جائے تبلیغ اسلام کو جبراً روکا جائے۔ اور مسلمانوں کو تنگ کر کے یا اس ملک سے نکال دیا جائے یا انہیں شدھ کر لیا جائے۔ اس کتاب میں اس قدر حوالہ جات ہندوؤں کے درج کئے گئے ہیں۔ کہ ان کو پڑھ کر اس حقیقت سے انکار ہی نہیں ہو سکتا۔ کہ ہندوؤں کا ایک بڑا طبقہ ہندوستان سے اسلام کو مٹا دینے کی پوری کوشش کر رہا ہے اور مسلمانوں کو اپنی حفاظت کے لئے ابھی سے تیار ہو جانا چاہیئے۔ میرے نزدیک یہ کتاب اس قابل ہے۔ کہ ہر مسلمان اپنے بچوں کو اس کا مطالعہ کرائے۔ اور اس کے مطالب یاد کرائے تاکہ آئندہ نسلیں ہندوؤں کے منصوبوں سے آگاہ ہو جائیں۔ سکولوں اور کالجوں کے مسلمان طلباء میں اسکی اشاعت بہت مفید ہو سکتی ہے۔ اور ضرورت ہے کہ بنگالی، سندھی، ملاباری، پشتو اور فارسی میں اس کا ترجمہ کر کے اس کے مطالب سے تمام ہندوستانی مسلمانوں کو واقف کیا جائے۔ والسلام خاکسار میرزا محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی

اخبار احمدیہ

عہدیداران جماعت احمدیہ کلکتہ

ایک جلسۂ عام منعقدہ ۲۴ - اگست ۱۹۳۰ء میں جماعت احمدیہ کلکتہ کے حسب ذیل عہدیداران مقرر ہوئے ؛

جنرل سکرٹری محمد صدیق صاحب۔ سیکرٹریان امور خارجہ و امور عامہ مسٹر محمد عبد الحفیظ صاحب۔ سید کریم بخش صاحب۔ سیکرٹریان تبلیغ۔ خانصاحب ابو الہاشم صاحب چوہدری ایم۔ اے۔ مسٹر زین العابدین صاحب لودھی (جو صرف تین ماہ کیلئے ہیں) سیکرٹریان تعلیم و تربیت۔ پروفیسر اے۔ ایف۔ ایم عبد القادر صاحب ایم۔ اے مسٹر امید علی صاحب۔ بی۔ اے۔ سکرٹریان مال مسٹر محمد رفیق صاحب مسٹر شجاعت علی صاحب۔ محصل مسٹر دوست محمد صاحب ولد میاں شمس الدین صاحب۔ آڈیٹر۔ مسٹر دوست محمد صاحب خطیب۔ پروفیسر اے ایف۔ ایم عبد القادر صاحب ایم۔ اے۔ مولوی انعام رسول صاحب۔ لائبریرین سید کریم بخش صاحب۔ خاکسار ابو طاہر امیر جماعت احمدیہ کلکتہ ؛

کارکنان جماعت احمدیہ انبہ کرم پور ضلع شیخوپورہ

(۱) سکرٹری مال و تبلیغ سید لال شاہ مدرس انبہ کجلی ڈاکخانہ (۲) نائب سکرٹری مال ملک محمد شفیع صاحب چک ۹ ڈاکخانہ ڈھ بھنگواں (۳) سکرٹری تعلیم و تربیت و وصایا۔ منشی محمد الدین صاحب اول مدرس جوڑا انگھر ڈاکخانہ میرانپور۔ (۴) محتسب۔ چوہدری اللہ دتا صاحب سفید پوش چک ۸۔ ڈاکخانہ ڈھ بھنگواں ؛ خاکسار لال شاہ

ضروری اعلان

ایک شخص مسمی محمد ابراہیم جماعت احمدیہ ڈسکہ کا بہت سا نقصان کر کے فرار ہو گیا ہے۔ جماعتہائے احمدیہ اس سے ہوشیار رہیں۔ اور اگر کسی کو اس کا پتہ ہو۔ تو اطلاع دیں۔ خاکسار شکر اللہ خاں پریذیڈنٹ انجمن احمدیہ ڈسکہ۔

ایک انگریزی پمفلٹ

شیخ عبد الحکیم صاحب احمدی ہیڈ کوارٹرز رائل ایئر فورس شملہ نے راؤنڈ ٹیبل کانفرنس میں شمولیت کے لئے ایک چار صفحہ کا پمفلٹ زبان انگریزی شائع کیا ہے۔ جو دو آنے کے ٹکٹ ارسال کرنے پر ان سے مل سکتا ہے۔ خواہشمند احباب منگوا سکتے ہیں ؛

احمدیہ لائبریری گجرات

اس لائبریری کے لئے کتب سلسلہ کی ضرورت ہے۔ جو صاحب کوئی کتاب عطا فرمائیں گے۔ شکریہ کے ساتھ ان کے اسم گرامی کے ساتھ لائبریری میں رکھی جائے گی۔ خاکسار بشیر احمد صادق سکرٹری ینگ مین احمدیہ ایسوسی ایشن متصل تھانہ شہر گجرات پنجاب ؛

نواح بلاسپور کے احمدیوں کیلئے

میری خواہش ہے۔ کہ اگر کوئی احمدی بھائی بلاسپور کے گردونواح میں مقیم ہوں۔ تو خاکسار سے خط و کتابت کریں۔ خاکسار محمد صادق احمدی ٹرین کنڈکٹر بلاسپور ریلوے سٹیشن

شیخ پور ضلع گجرات میں جلسہ

۲۰-۲۱-۲۲ ستمبر کو جلسہ جماعت احمدیہ ہوگا۔ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد و مولوی محمد یار صاحب و گیانی شیر سنگھ صاحب کے تشریف لانے کی توقع ہے۔ ارد گرد کے احباب ضرور تشریف لاکر رونق بڑھائیں۔ خاکسار میراں بخش شیخ پور۔

درخواستہائے دعا

۱۔ میں آج کل چند پریشانیوں میں مبتلا ہوں۔ میری صحت بھی خراب ہے۔ جمیع احباب سے درخواست ہے۔ کہ عاجز کے لئے دُعا فرمائیں۔

خاکسار محمد عبد الرحمٰن دہلی چھاؤنی

۲۔ برادرم حکیم دین محمد صاحب لاہور چھاؤنی کا اکلوتا بیٹا عرصہ سے بیمار ہے۔ آپ کے چار لڑکے قبل ازیں فوت ہو چکے ہیں۔ جن کی وجہ سے وُہ بہت صدمہ رسیدہ ہیں۔ احباب اُس کی شفاء کامل کے لئے خاص طور پر دعا فرمائیں۔ خاکسار نیاز محمد ڈسپنسر

۳۔ میری والدہ صاحبہ کی بینائی سلب ہو چکی ہے۔ احباب دعائے صحت فرمائیں۔ خاکسار بشیر احمد ظفر اللہ خان

۴۔ مسماۃ مہراں زوجہ پولا ساکن بھاگی ننگل جو مخلص احمدی عورت ہے۔ چند روز سے بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛

خاکسار امام الدین سیکھوانی

ایک احمدی نوجوان کا افسوسناک قتل

نہایت رنج اور افسوس کے ساتھ اطلاع دی جاتی ہے۔ کہ ایک معمولی سے تنازعہ پر بالاکوٹ میں ایک احمدی نوجوان کو جس کا نام پیر خاں تھا۔ اور جس کی عمر ابھی اٹھارہ سال تھی۔ دو گنواروں نے قتل کر دیا ہے۔ احباب مرحوم کے لئے دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار فضل کریم سکرٹری تبلیغ بالاکوٹ ؛

الفضل۔ ہمیں اس دردناک حادثہ میں مرحوم کے والدین سے دلی ہمدردی ہے۔ اور ہم دُعا کرتے ہیں۔ کہ خدا تعالیٰ انہیں صبر و شکر کی توفیق دے ؛

دعائے مغفرت

۱۔ بتاریخ ۴۔ ستمبر ۱۹۳۰ء میرے والد بزرگوار میاں نظام الدین صاحب اس جہان فانی سے رحلت فرما گئے۔ مرحوم میاں چراغ دین صاحب مرحوم لاہور کے داماد تھے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پُرانے خادموں میں سے تھے۔ احباب دعائے مغفرت فرمائیں ؛

خاکسار عبد الرحمٰن چارج مین سکھر ریلوے حال لاہور

۲۔ میری اہلیہ فوت ہو گئی ہے۔ احباب دعائے مغفرت کریں۔ خاکسار فتح علی احمدی۔ اگووال ضلع گجرات

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
الفضل
نمبر ۳۴ | قادیان دارالامان مورخہ ۱۶ ستمبر ۱۹۳۰ء | جلد ۱۸

سیرتِ رسول کریمؐ کی تحریک کی اہمیّت

۱۹۲۸ء میں جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس کے خلاف آریوں کے پے در پے نہایت ناپاک اور گندے اعتراضات کے سلسلہ کو دیکھکر یہ تجویز فرمائی۔ کہ مسلمان عام جلسے منعقد کر کے ان میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کے متعلق لیکچر دیں۔ اور ان احسانات سے دنیا کو آگاہ کریں۔ جو رسول مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے دنیا پر کئے ہیں۔ تو غیر مبایعین نے اس تحریک کی سخت مخالفت کی۔ اور جہاں جہاں اُن کا بس چلا۔ ایسے جلسوں کو ناکام بنانے اور لوگوں کو ان میں شامل ہونے سے روکنے میں انہوں نے پوری سرگرمی سے کام لیا۔ یہ خدا تعالےٰ کا فضل تھا۔ کہ ہر جگہ ان کی کوششیں اکارت گئیں۔ اور اس تحریک کو تمام ہندوستان میں ایسی قبولیت حاصل ہوئی۔ جو بے نظیر تھی۔ نہ صرف ہر عقیدہ اور ہر فرقہ کے مسلمانوں نے اس میں بڑے جوش سے حصہ لیا۔ بلکہ شریف اور غیر متعصب معزز غیر مسلموں نے بھی ان جلسوں میں شمولیت اختیار کی۔ اور دلچسپ لیکچر دئے۔ ساتھ ہی اس قسم کے جلسوں کو ہندو مسلمانوں میں بہترین تعلقات پیدا کرنے کا ذریعہ بتایا اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے استدعا کی کہ ایسے جلسے ہمیشہ کئے جائیں ٭

اس تحریک کی اس قدر کامیابی نے۔ اس بغض وحسد کی آگ کے لئے تیل کا کام دیا۔ جو غیر مبایعین کے دلوں میں جل رہی تھی۔ اور وہ اور زیادہ بھڑک اٹھی۔ حتےٰ کہ ان کے "امیر ایدہ اللہ" بھی اس کے شعلے بلند کرتے ہوئے نظر آئے۔ چنانچہ جب لاہور کے ایک معزز مسلمان سردار حبیب اللہ خان صاحب بیرسٹر ایٹ لاء نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ سے ایک ملاقات کے دوران میں بیان کیا۔ کہ مولوی محمد علی صاحب نے ان سے کہا تھا۔ وہ اس تحریک کو اچھا سمجھتے ہیں۔ اور ان کے ساتھیوں نے اس کی کوئی مخالفت نہیں کی۔ تو ان الفاظ کے شائع ہونے سے مولوی صاحب کو خاص تکلیف ہوئی۔ اور ان کو تردید کرنی پڑی۔ سردار حبیب اللہ صاحب نے کہا تھا:۔

"میں نے مولوی محمد علی صاحب سے ذکر کیا تھا۔ کہ آپ کو اس تحریک کی مخالفت نہیں کرنی چاہیئے تھی۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کے متعلق لیکچر دینے کے لئے کی گئی تھی مگر سنا ہے۔ آپ لوگوں نے اس کے خلاف پمفلٹ شائع کئے اس پر انہوں نے کہا۔ ہمارا اس مخالفت میں کوئی ہاتھ نہ تھا یہ اور لوگ ہیں۔ جنہوں نے شائع کئے۔ ہم تو اس تحریک کو بہت اچھا سمجھتے ہیں"

جب یہ الفاظ "الفضل" میں شائع ہوئے۔ تو باوجود اس کے کہ ساتھ ہی یہ بھی شائع کر دیا گیا تھا۔ کہ:۔

"اس موقعہ پر ایک پمفلٹ سردار صاحب کو دکھایا گیا۔ تو دیکھتے ہی انہوں نے کہدیا۔ میں سمجھ گیا۔ یہی ٹریکٹ مولوی محمد علی صاحب کے ایک خط کے ساتھ چند دن ہوئے ان کا آدمی میری کوٹھی پر دے گیا تھا۔ اب بات صاف ہو گئی"

گویا ان پر یہ بات واضح ہو گئی تھی۔ کہ مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سیرت کے متعلق جلسوں کی تحریک کی مخالفت میں پورا زور لگایا ہے۔ اور اس بارے میں کسی قسم کا شک وشبہ انہیں باقی نہ رہا۔ لیکن پھر بھی مولوی صاحب نے ضروری سمجھا۔ کہ اس کی وضاحت کر دیں۔ اس غرض کے لئے انہوں نے ۲۷۔جولائی کے "پیغام صلح" میں ایک مضمون شائع کرایا۔ جس میں لکھا۔

"لائل پور سے ایک دوست نے مجھے لکھا ہے۔ کہ الفضل میں سردار حبیب اللہ صاحب کی میرے ساتھ کوئی گفتگو چھپی ہے جس میں الفاظ ذیل میری طرف منسوب کئے گئے ہیں:۔

"ہم نے ۱۷۔جون کے جلسے کی کوئی مخالفت نہیں کی۔ ہم کو اس جلسے سے پوری ہمدردی ہے۔ اور ہم اس تحریک کو اچھا سمجھتے ہیں" مجھے یقین ہے۔ کہ یہ الفاظ سردار صاحب کو دکھا کر شائع نہیں کئے گئے"

مطلب یہ کہ وہ الفاظ جو سردار حبیب اللہ صاحب کی طرف منسوب کئے گئے ہیں۔ درست نہیں۔ بلکہ حقیقت یہ ہے۔ کہ مولوی صاحب اور ان کے ساتھیوں نے ۱۷۔جون کے جلسوں کی مخالفت کی۔ ان جلسوں سے انہیں کوئی ہمدردی نہیں۔ اور اس تحریک کو وہ اچھا نہیں سمجھتے ٭

اس سے ظاہر ہے۔ کہ مولوی محمد علی صاحب اس تحریک کے خلاف کس قدر جوش رکھتے تھے۔ اور اسے ناکام بنانے کے کتنے متمنی تھے۔

اس سال بھی اگرچہ حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ نے جلسے کرنے کا ارشاد فرمایا تھا۔ لیکن چونکہ وقت میں تبدیلی کر دی گئی۔ اس سے غیر مبایعین نے یہ سمجھ لیا۔ کہ اب کے جلسے نہیں کئے جائیں گے۔ اور اس طرح ایک طرف تو ان کے "آرگن" "پیغام صلح" کو ہمارے خلاف طعن وتشنیع کرنے کا ایک بہانہ مل گیا۔ اور دوسری طرف ان کے "حضرت امیر" پر "اشاعت سیرت کی اہمیت" منکشف ہو گئی۔ اور انہوں نے اس کے متعلق ایک پُر زور مضمون شائع کرایا۔ جو ۳ ستمبر کے "پیغام صلح" میں بھی درج ہوا ہے۔ اس میں جہاں "اسلام کی روح" "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا وجود" قرار دیا ہے۔ اور "مسلمانوں کا بلند ترین قومی جذبہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہی کے نام پاک سے وابستہ" بتایا ہے۔ وہاں یہ بھی لکھا ہے:۔

"اگر مسلمان چاہتے ہیں۔ کہ ان کی قوم کے اندر قوتِ عمل پیدا ہو۔ اور اسلام کی بڑائی اور عظمت دنیا میں پھیلے۔ اور وہ کائنات میں اپنی جائز جگہ حاصل کریں۔ تو اس کی راہ ایک ہی ہے۔ اور وہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی پاک سیرت کی اشاعت اور آپؐ کے اخلاقِ عالیہ کی تبلیغ ہے۔ اور ان باتوں کا ملیامیٹ کر دینا ہے۔ جو نادانی سے یا تعصب سے آپ کی طرف منسوب کی جاتی ہیں"۔

گویا اب مولوی محمد علی صاحب کے نزدیک بھی سیرتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اشاعت اس قدر ضروری اور اتنی مفید ہے۔ کہ مسلمانوں میں قوتِ عمل پیدا کرنے اسلام کی بڑائی اور عظمت دنیا میں پھیلانے اور کائنات میں اپنی جگہ حاصل کرنے کی صرف یہی ایک راہ ہے ٭

مولوی محمد علی صاحب نے حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی تحریک سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی اشاعت کی مخالفت کرنے کی سب سے بڑی بلکہ ایک ہی وجہ یہ بیان کی تھی کہ آپ کے اور آپ کے پیرووں کے بعض عقائد وہ نہیں۔ جو دوسرے مسلمانوں کے ہیں۔ لیکن اب مولوی صاحب پر یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذات اقدس کے متعلق سب مسلمان ایک ہیں۔ چنانچہ آپ لکھتے ہیں:۔

"سو مسائل میں ہمارا ایک دوسرے سے اختلاف ہو۔ مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگر یہ صحیح ہے۔ اور بالکل صحیح ہے۔ تو مولوی صاحب پر یہ بھی واضح ہو چکا ہوگا۔ کہ سیرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اشاعت کی تحریک جب حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوئی۔ تو اس وقت ان کا اس کی مخالفت میں زور صرف کرنا سراسر ناروا۔ اور مسلمانوں کو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نام پر جمع ہونے سے روکنا بے جا تھا مگر اب یہ بہت مسرت کی بات ہے۔ کہ انہیں اتنی سمجھ آگئی ہے :-

مولوی صاحب نے اسی سلسلہ میں ایک بات یہ بیان کی ہے کہ "میاں علم الدین مرحوم کے جنازہ پر جو نظارہ نظر آیا۔ وُہ بھی واقعات کی ایک شہادت تھی۔ اس شہادت سے یہ حقیقت واضح ہو جاتی ہے۔ کہ آج بھی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندہ طاقت ہم میں اتحاد کی بے نظیر روح پیدا کرسکتی ہے"

اس کے متعلق یہ امر دریافت طلب ہے۔ کہ آیا مولوی صاحب خود بھی اس جنازہ میں شامل ہُوئے تھے۔ یا نہیں۔ اور اپنے ساتھیوں کو نماز جنازہ میں شامل ہونے کا ارشاد فرمایا تھا۔ یا نہیں۔ اگر نہیں۔ تو یہ ان کے نزدیک مسلمانوں کے اتحاد کے متعلق واقعات کی شہادت کس طرح ہُوئی۔ اور اس سے "اتحاد کی بے نظیر روح" کا کس طرح پتہ لگا۔ یہ تو تفرقہ ہی رہا :-

بات اصل میں یہ ہے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے نام اور ذات پر تمام مسلمانوں کے جمع ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ وُہ اپنے عقائد سے دستبردار ہو جائیں۔ بلکہ وُہ اپنے عقائد پر رہتے ہوئے آپ کی ذات والا صفات کی خوبیوں کا خود اعتراف کرسکتے اور دُنیا کے سامنے انہیں پیش کرسکتے ہیں۔ اس لحاظ سے مولوی محمد علی صاحب اور ان کے ساتھیوں کا میاں علم الدین کی نماز جنازہ میں شامل نہ ہونا ان پر کوئی حرف نہیں لاسکتا :-

کیا ہم امید کرسکتے ہیں۔ کہ جب مولوی صاحب نے یہ اعتراف کرلیا ہے۔ کہ "سو مسائل میں ہمارا ایک دوسرے سے اختلاف ہو۔ مگر حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ کے بارے میں ہمارا کوئی اختلاف نہیں" تو وُہ اب کے سیرتِ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جلسوں کی تائید نہیں کریں گے۔ تو کم از کم مخالفت بھی نہ کریں گے۔ کیونکہ یہ جلسے محض رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شان کے اظہار کے لئے کئے جا رہے ہیں۔ ان سے کسی اختلافی مسئلہ کا قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے جیسا کہ اس اعلان میں صاف طور پر بتا دیا گیا ہے۔ جو ان جلسوں کے متعلق ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے شائع ہُوا۔ اور ہر جگہ کی احمدی جماعتوں کو بھیجا گیا ہے۔ دراصل ہر ایک مسلمان کہلانے والے کا فرض ہے۔ کہ وُہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات والا صفات سے دُنیا کو آگاہ کرے اور آپ کی بے نظیر خوبیوں اور بے مثال شان سے واقف کرنے میں کوشاں ہو :-

بمبئی کا تازہ فساد

بمبئی آج کل سیاسی شورش کا بہت بڑا مرکز بنا ہوا ہے۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ ہندو اپنا سارا زور گورنمنٹ کو الٹ دینے میں صرف کر رہے ہیں۔ لیکن باوجود اس کے بے چارے مسلمانوں کو وُہ بھولے ہوئے نہیں ہیں۔ جن کی بے کسی اور کمزوری انہیں مشق ستم کرنے کی دعوت دیتی رہتی ہے۔ چنانچہ حال میں ہندوؤں کے ایک بہت بڑے جلوس نے جنگ کے لئے پُوری طرح تیار ہوکر ایک مسجد کے سامنے باجا بجانے پر اصرار کیا۔ اور فساد شروع ہوگیا۔ جس میں ایک ہندو اور ایک مسلمان ہلاک اور ۲۶ زخمی ہوئے۔ دوسرے دن اگرچہ فریقین کے راہنماؤں نے متفقہ طور پر فیصلہ کیا۔ کہ واپسی کے وقت جلوس مسجد کے سامنے سے نہ گذرے لیکن ہندو خلاف وعدہ اسی راستہ سے واپس آئے۔ جن کے لئے خاص طور پر لاٹھیاں بہم پہنچائی گئیں۔ اور لڑائی شروع ہوگئی۔ پولیس نے ہوا میں گولی چلا کر ہجوم منتشر کیا۔ اور امن قائم ہُوا :-

اسی قسم کا فساد ناگ پور میں بھی ہوا ہے۔ ہندوستان پر پورا پورا قبضہ اور تسلط مانگنے والوں کو شرم کرنی چاہئے۔ کہ وُہ خود مسلمانوں کو اپنی عبادت گاہوں میں بھی امن دینے کے لئے تیار نہیں۔ اور جلوس بنا کر ان پر حملہ آور ہوتے ہیں :-

گول میز کانفرنس کے مُسلمان نمائندوں کو مشورہ

حکومت ہند نے ان نمائندوں کی فہرست شائع کر دی ہے۔ جو گول میز کانفرنس میں شریک کئے جائیں گے۔ غیر مسلم نمائندوں کے مقابلہ میں مسلمان نمائندوں کی قلت کا تو کوئی علاج ہی نہ تھا۔ لیکن جہاں تک قابلیت کا تعلق ہے۔ ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ گورنمنٹ نے ہر خیال کے مسلمانوں میں سے قابل اصحاب کو منتخب کرنے کی کوشش کی ہے اور اب اپنی قابلیت کا نہ صرف حکومت سے بلکہ مسلمانوں سے بھی اعتراف کرانا ان اصحاب کا کام ہے۔ جنہیں منتخب کیا گیا ہے۔ کیا ہی اچھا ہو۔ اگر مُسلمان نمائندے کانفرنس میں شریک ہونے کے لئے ہندوستان سے روانگی سے قبل ایک جگہ جمع ہوکر مسلمانوں کے حقوق اور مطالبات پر غور کرلیں۔ اور پھر متحدہ اور متفقہ طور پر ان مطالبات کو کانفرنس میں پیش کریں۔ اس کے ساتھ ہی اگر وُہ ہندوستان کے دوسرے مسلم لیڈروں اور راہ نماؤں سے بھی اپنے ان فرائض کے متعلق مشورہ حاصل کرلیں۔ جو کانفرنس کے متعلق ان پر عائد ہوتے ہیں تو یقیناً ان کے کام میں بڑی حد تک سہولت اور آسانی پیدا ہو جائیگی۔ اور وُہ مسلمانانِ ہند کی خواہشات کے مطابق کانفرنس میں ان کی نمائندگی کرنے میں کامیاب ہوسکینگے۔ وقت چونکہ بہت تھوڑا ہے۔ اس لئے جلد سے جلد اس طرف توجہ کرنے کی ضرورت ہے :-

مُسلمان اپنا حِصّہ اپنی ہمت سے لیں گے

آریہ اخبار "پرتاپ" (۵ ستمبر) مسلمانوں کی تنظیم کا ذکر کرتا ہُوا لکھتا ہے :-

"مسلمانوں کو تنظیم کی پڑی ہے۔ تاکہ جس وقت ہندوستان کو سوراجیہ ملے۔ ہندو مُسلمان کو ہڑپ نہ کر جائے۔ خوب سوراجیہ حاصل کرنے میں تو مسلمان ہندو کا ساتھ نہ دے۔ لیکن جس وقت مل جائے۔ اپنا حصہ لینے کے لئے آگے نکل آئے"

مگر ہندوؤں کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ مسلمان تنظیم اس لئے نہیں کرنا چاہتے۔ کہ جب سوراجیہ مل جائے۔ تو سارے کے سارے مل کر اپنا حصہ لینے کے لئے ہندوؤں کے آگے دست سوال دراز کرسکیں۔ بلکہ اس لئے کر رہے ہیں۔ کہ اپنا حق خواہ حکومت سے حاصل کرنا ہو۔ یا ہندوؤں سے۔ بآسانی حاصل کرسکیں۔ اور اگر مسلمان منظم ہو جائیں۔ تو نہ حکومت ان کا حق دینے سے انکار کرسکتی ہے نہ ہندو۔ پس ہندوؤں کو یہ خیال اپنے دل سے نکال دینا چاہیئے۔ کہ مسلمان کبھی ان کے پاس اپنا حق مانگنے جائیں گے۔ مسلمان جو کچھ لیں گے۔ اپنی ہمت سے لیں گے :-

مُسلمانوں کو ایک لیڈر کی ضرورت

اس میں شک نہیں۔ کہ زمانہ کے تھپیڑوں اور وطنی بھائیوں کے سلوک سے مسلمانوں کو اس بات کا احساس ہو رہا ہے۔ کہ انہیں کسی ایک ہاتھ پر جمع ہو جانا چاہیئے۔ ایک سلک میں منسلک ہو کر اپنی عزت و توقیر قائم رکھنی چاہیئے۔ اور ایک لیڈر کی اقتدا میں چلنا چاہیئے۔ مختلف اطراف سے مختلف انداز میں اس احساس کا اظہار بھی کیا جا رہا ہے۔ حال میں معاصر انقلاب نے "مسلمانوں کی تنظیم کے بنیادی اصول" بیان کرتے ہُوئے لکھا ہے :-

"ہم میں کوئی لیڈر نہیں۔ ہر ایک لیڈر بن جاتا ہے۔ اور اپنی اپنی آواز کو قومی آواز کے نام سے بلند کر کے اور ایک دوسرے کے خلاف آواز اٹھا کر ہم کو دُنیا میں رسوا کرتا ہے..... ہم کو ایک آل انڈیا لیڈر کی ضرورت ہے۔ وُہ کون ہو۔ وُہ ہو۔ جو ہمارے ہر فرقہ کا یکساں درد رکھتا ہو۔ وُہ ہو۔ جو محض اللہ کے واسطے ہماری خدمت کرتا ہو"

مگر باوجود اس کے کہنا پڑتا ہے۔ ایک لیڈر اور محض اللہ کے واسطے خدمت کرنے والا لیڈر اس طرح اخباروں میں یا جلسوں میں شور مچانے سے نہیں مل سکتا۔ بلکہ خود اپنے اندر ایک لیڈر کی اقتدا کرنے کا جذبہ پیدا کرنے سے مل سکتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لو۔ جماعت احمدیہ کو خدا کے فضل سے یہی جذبہ پیدا کرنے کی وجہ سے ایک لیڈر ملا ہُوا ہے۔ پس پہلے اپنے اندر یہ جذبہ پیدا کرو۔ اور پھر محض خدا کے واسطے خدمت کرنیوالا لیڈر تلاش کرو اسوقت یقیناً تمہیں مل [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صداقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام

رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت میں نبی

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جس زمانہ میں الٰہی حکم کے ماتحت دعوئی نبوت فرمایا۔ اس وقت آپ کے راستہ میں ایک بہت بڑی مشکل یہ بھی درپیش تھی۔ کہ لوگ نورِ نبوت سے ایک لمبے عرصہ تک محروم رہنے کی وجہ سے یہ خیال کر چکے تھے کہ اب دنیا خواہ کس قدر برائیوں میں گرفتار ہو جائے۔ کتنی ہی ضلالت و گمراہی میں منہمک ہو جائے۔ اصلاحِ خلق کے لئے خدا تعالےٰ کی طرف سے کوئی نبی مبعوث نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ خاتم النبیین صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد کسی نبی کا آنا خواہ زمانہ کو اس کی کتنی ہی ضرورت لاحق ہو۔ ممنوع اور ناجائز ہے۔ انہوں نے اپنی اس خام خیالی کو قرآن مجید کی طرف منسوب کیا۔ احادیث صحیحہ سے مستنبط ظاہر کیا۔ درانحالیکہ قرآن اور احادیث اجرائے نبوت پر شاہد تھے۔ متعدد آیات قرآنی اور متعدد احادیث نبوی اس امر پر دلیلِ راہ تھیں۔ کہ امت محمدیہ اتباعِ نبوی کے طفیل نہ صرف گزشتہ امم کے صلحاء و اولیاء اور شہداء و اصدقاء اور انبیاء و رسل کے مرتبہ تک پہنچ سکتی ہے۔ بلکہ ان سے بھی زیادہ انوار الٰہیہ کا مہبط بن سکتی ہے۔ حضرت محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت اور پیروی کی برکت نہ صرف ان کو صالح۔ شہید اور صدیق بنا سکتی ہے۔ بلکہ نبی اور رسول بھی بنا دیتی ہے۔ مگر انہوں نے قرآنِ مجید کے اِن حقایق کو۔ اور احادیث رسول کے اِن پیش کردہ امور کو نظر انداز کر دیا اور کہہ دیا۔ کہ کوئی بھی نبی نہیں آسکتا۔ یہ دروازہ بند ہو چکا۔ کیونکہ خدا نے کہہ دیا ہے۔ محمد صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں۔

حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی

ہر چند وہ خود بھی ایک نبی کے آنے کے بڑے شد و مد سے قائل تھے۔ اور اب تک بھی قائل ہیں۔ ہر چند انہیں کہا جاتا۔ کہ اگر امت محمدیہ میں کوئی نبی نہیں آسکتا تو کیوں تم یہ خیال کئے بیٹھے ہو۔ کہ حضرت عیسےٰ آسمان سے نازل ہونگے۔ وہ دینِ قویم کی اشاعت کرینگے۔ اور کافروں کو اپنے دمِ عیسوی سے ہلاک کر دینگے۔ کیا اس وقت خاتم النبیین کے کچھ اور معنے ہو جائینگے؟ اگر خاتم النبیین کے یہی معنے ہیں کہ کوئی نبی محمد صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے بعد نہیں آسکتا۔ تو اس عقیدہ کا لازمی نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ حضرت عیسےٰ کی آمد ثانی کے عقیدہ کو بھی ترک کر دیا جائے۔ اور ان کے نزول کے خیال کو بھی باطل قرار دیا جائے۔ لیکن اگر ایسا نہیں کر سکتے۔ کیونکہ شواہدِ قطعیہ سے ثابت ہے۔ کہ آخری زمانہ میں مسیح موعود نے جو نبی اللہ ہوگا۔ آنا ہے۔ تو ضروری ہے۔ کہ پھر یہ بھی تسلیم کرو۔ کہ خاتم النبیین کے جو معنے تم بتاتے ہو۔ وہ غلط اور نادرست ہیں۔

خاتم النبیین کا مفہوم

حقیقت بھی یہی ہے۔ خاتم النبیین کا ہرگز وہ مفہوم نہیں جو غیر احمدی علماء بیان کرتے ہیں۔ چنانچہ دیوبندیوں کے مسلمہ بزرگ اور مدرسہ دیوبند کے بانی مولوی محمد قاسم صاحب نانوتوی بھی اپنی کتاب تحذیر الناس میں یہ ارشاد فرما چکے ہیں۔ کہ "عوام کے خیال میں تو رسول اللہ کا خاتم ہونا بایں معنے ہے۔ کہ آپ سب میں آخری نبی ہیں۔ مگر اہل فہم پر روشن ہے کہ تقدم یا تاخر زمانی میں بالذات کچھ فضیلت نہیں۔ پھر مقامِ مدح میں ولٰکن رسول اللہ و خاتم النبیین فرمانا کیونکر صحیح ہو سکتا ہے۔" صٓ اس طرح فرماتے ہیں "بالفرض بعد زمانہ نبوی کوئی نبی پیدا ہو۔ تو بھی خاتمیت محمدی میں کچھ فرق نہیں آئیگا"۔ صٓ ۲۸

باوجود اس کے ہمارے خاتم النبیین کے یہی معنے قرار دیئے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت ختم ہو چکی۔

ختم کا محاورہ

حالانکہ محاورۂ زبان میں بھی اگر اس کے معنے سمجھنے کی کوشش کی جاتی۔ تب بھی کوئی دقت نہ تھی۔ ملک الشعراء انوری غیاث الدین بادشاہ کے متعلق کہتا ہے۔

ختم شد بر او سخاوت بر من مسکین سخن
چوں شجاعت بر علیؓ بر مصطفےٰ پیغمبری

سخاوت تو غیاث الدین بادشاہ پر ختم ہو گئی۔ اور شاعری انوری پر۔ جیسے شجاعت حضرت علیؓ پر۔ اور نبوت حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر ختم ہو گئی۔ اب کیا اس کا یہ مفہوم لیا جا سکتا ہے۔ کہ انوری کے بعد کوئی شاعر پیدا نہ ہوگا۔ اور نہ ہی غیاث الدین کے بعد کوئی سخی۔ ایسا مفہوم کوئی دانشمند انسان نہیں لے سکتا۔ کیونکہ جیسے حضرت علیؓ پر شجاعت کے ختم ہو جانے کا صرف یہ مفہوم لیا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کے بعد آپ جیسا شجاع اور دلیر پیدا نہ ہوگا۔ اسی طرح حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم پر نبوت کے ختم ہو جانے کا یہ مفہوم ہے۔ کہ نبوت کے تمام کمالات آپؐ نے حاصل کر لئے اب آپ کے بعد آپؐ جیسا اولوالعزم اور عظیم الشان نبی کوئی نہیں ہو سکتا۔ اور یہ بالکل درست ہے۔

پس ہمارے مخالفین اگر یہی معنے سمجھ لیتے اور محاورۂ زبان کے ماتحت خاتم النبیین کا مفہوم اخذ کرنے کی کوشش کرتے۔ تو بھی یقیناً وہ خدا کے فرستادہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا انکار نہ کرتے۔

احادیث کی تشریحات

مگر علاوہ ازیں حدیثوں میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اس قسم کی تشریحات بھی فرما دی ہیں۔ جن سے صاف طور پر پتہ چلتا ہے کہ خاتم النبیین کا ہرگز وہ مفہوم نہیں۔ جو بالعموم مخالف سمجھا کرتے ہیں۔ آپ نے ایک موقعہ پر حضرت علیؓ سے فرمایا۔ انا خاتم الانبیاء و انت یا علی خاتم الاولیاء (تفسیر صافی) میں خاتم الانبیاء ہوں۔ اور اے علیؓ تو خاتم الاولیاء ہے۔ اگر خاتم الانبیاء ہونے کا یہی مفہوم لیا جا سکتا ہے۔ کہ آپ کے بعد کوئی دوسرا شخص انعامِ نبوت سے بہرہ ور نہیں ہو سکتا۔ تو خاتم الاولیاء کے لقب سے جو رسولِ کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت علیؓ کو دیا۔ لازم آتا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں کوئی دوسرا شخص حضرت علیؓ کے بعد مقامِ ولایت بھی حاصل نہ کر سکے۔

امت محمدیہ خیر امم ہے

حالانکہ یہ وہ امت ہے۔ جسے خیر امم کہا گیا۔ خود خدا نے کہا۔ کنتم خیر امۃٍ اخرجت للناس۔ پس یہ کیسی خیر امم ہوئی جس میں کوئی شخص ولی بھی نہیں بن سکتا۔ اگر یہ سچ ہے کہ امت محمدیہ امت موسویہ سے بڑھکر ہے۔ تو کیا یہ حیرت کی بات نہیں۔ کہ حضرت موسیٰؑ کے بعد تو متواتر نبی آئیں۔ اور خدا تعالیٰ بھی کہے کہ وقفینا من بعدہ بالرسل۔ ہم نے دربے اس کے بعد نبی رسول بھیجے۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت ایسی ہو کہ اس میں کوئی ایک شخص بھی نبی نہ بن سکے۔ جبکہ روزانہ کروڑہا انسانوں کے مونہوں سے یہ دعا نکلتی ہو۔ اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت علیھم۔ کہ خدایا ہمیں منعم علیہ گروہ میں شامل فرما۔ اب غور کرو وہ کون ہیں۔ جو منعم علیہ ہیں۔ خدا نے خود تصریح فرما دی ہے۔ فاولٰئک الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء والصالحین چار قسم کے لوگ ہیں۔ جو انعاماتِ الٰہیہ کے مورد ہیں۔ نبی۔ صدیق۔ شہید اور صالح۔ پس ایک طرف دعا کا سکھلایا جانا اور اس بات پر زور دینا کہ منعم علیہ گروہ میں شامل ہونے کیلئے دعا کرو۔ دوسری طرف یہ تصریح کر دینا کہ منعم علیہ چار قسم کے لوگ ہیں۔ نبی۔ صدیق۔ شہید۔ اور صالح۔ ظاہر کرتا ہے۔ کہ امت محمدیہ میں سے نبی بھی بن سکتے ہیں۔ صدیق بھی ہو سکتے ہیں۔ شہید اور صالح بھی بن سکتے ہیں۔ مگر تعجب اور افسوس ان لوگوں کی عقلوں پر جو یہ تسلیم تو کرتے ہیں۔ کہ امت محمدیہ میں سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی متابعت کے طفیل انسان صلحاء و شہداء اور اصدقاء کے زمرہ میں شمار ہو جاتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر یہ تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں۔ کہ انسان نبی بھی ہو سکتا ہے غور کر کے دیکھو۔ کیا نبوت رحمت ہے۔ یا زحمت۔ اگر نبوت خدا تعالٰے کی رحمت ہے۔ تو امت محمدیہ ارحم الراحمین کی اس رحمت سے کیوں محروم ہو گئی۔ کونسا قصور ایسا کیا۔ جس پر یہ عتاب نازل ہوا۔ کہدیا کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ خاتم النبیین ہیں۔ اس لئے کوئی شخص نبی نہیں بن سکتا۔ لیکن اگر یہی تسلیم کر لیا جائے تو گویا رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خاتم النبیین کا لقب لے کر اپنی امت کے لئے خیر کے دروازوں کو بند کر دیا۔ کیا یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مدح ہو گی۔ یا مذمت۔ کہ آپ نے آکر نبوت کا انعام بند کر دیا۔

رسول کریم رحمۃ للعالمین ہیں

اگر نبوت رحمت ہے۔ اور ضرور رحمت ہے۔ تو رحمت کو بند کر دینے والا کبھی وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین کے خطاب کا مورد نہیں بن سکتا۔ مگر آپ کو کلام الٰہی میں رحمت کہا گیا ہے۔ جس کا یقیناً یہی مفہوم ہے۔ کہ نبوت جو کہ رحمت انعام اور خدا کا فضل ہے۔ وہ رحمۃ للعالمین کی پیروی کی برکت سے امت محمدیہ کو حاصل ہو سکتی ہے۔ اس درجہ کے حصول سے مایوسی کی کوئی وجہ نہیں ہے۔ جس کا آقا ایسا کامل ہو۔ اس کے خدام بھی کمال حاصل کر سکتے ہیں۔

خاتم کی مزید تشریح

لیکن اگر خاتم النبیین کا وہی غلط مفہوم لیا جائے۔ تو لازم آتا ہے۔ کہ دنیا میں مسلمان آئندہ کوئی مسجد بھی تعمیر نہ کریں۔ کیونکہ مسجدی خاتم المساجد اور مسجدی آخر المساجد کے الفاظ بھی احادیث صحیحہ میں پائے جاتے ہیں۔ خود رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حرم محترم ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ جن کے متعلق آپ نے صحابہ سے ارشاد فرمایا تھا۔ کہ نصف دین عائشہ سے سیکھو۔ ایسی عالمہ فاضلہ نکتہ رس اور امت مسلمہ کی ماں لوگوں سے کس عجیب طریق سے کہتی ہیں۔ قولوا انہ خاتم الانبیاء ولا تقولوا لا نبی بعدہٗ۔ بے شک خاتم الانبیاء کہو۔ مگر خدارا اس کا یہ مفہوم مت سمجھو کہ آپ کے بعد کسی نبی نے نہیں آنا۔ اسی طرح اگر نبی نہیں آ سکتا تھا۔ تو آپ نے کیوں اپنے بیٹے ابراہیم کی وفات پر فرمایا۔ لو عاش ابراھیم لکان صدیقاً نبیاً۔ اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی بنتا۔ آیت خاتم النبیین نازل ہو چکی تھی۔ اس کے بعد آپ کا بیٹا فوت ہوا۔ اگر علماء مخالف کے معنے صحیح ہیں۔ تو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یوں فرماتے کہ اگر ابراہیم زندہ رہتا۔ تب بھی نبی نہ بن سکتا۔ کیونکہ میں خاتم النبیین ہوں۔ مگر آپ نے یہ نہیں فرمایا۔ بلکہ یہ فرمایا۔ کہ اگر زندہ رہتا۔ تو ضرور نبی ہوتا۔ پس یہ الفاظ ظاہر کر رہے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس آیت کا کبھی وہ مطلب نہیں سمجھا جس کے سمجھنے کے آج چودھویں صدی کے علماء دعویدار ہیں

قرآن میں نبی آنے کا ذکر

خدا تعالٰے نے قرآن مجید میں لوگوں سے کہا تھا۔ یا بنی آدم اما یاتینکم رسل منکم یقصون علیکم آیاتی فمن اتقی واصلح فلا خوف علیھم ولا ھم یحزنون۔ اے آدم کے بیٹو۔ جب کبھی تمہارے پاس میرے رسول آئیں۔ انہیں اگر مانو گے۔ تو کامیاب ہو جاؤ گے

اگر نبوت کا دروازہ بند تھا۔ تو کیوں کہا گیا۔ اما یاتینکم کیا امر موہوم کے لئے خدا نے تاکید کی تھی۔ کیا صحابہ نہیں کہہ سکتے تھے۔ کہ نبوت تو بند ہو چکی۔ اب کس نبی کی انتظار ہے۔ جو یوں فرمایا گیا ہے۔ کہ تم اسے ماننا

سخت ٹھوکر

پس یہ شواہد ظاہر کرتے ہیں۔ کہ وہ لوگ جو یہ کہتے ہیں۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد آپ کی امت میں سے آپ کی غلامی کے صدقے کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ انہیں سخت ٹھوکر لگی ہے۔ انہوں نے پہلے لوگوں کی طرح کہدیا۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ حدیثوں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا تھا۔ کہ میری امت امم سابقہ کے نقش قدم پر چلیگی۔ پس یہ پیشگوئی اس طرح بھی پوری ہوئی۔ کہ جس طرح پہلے لوگوں نے کہدیا تھا لن یبعث اللہ من بعدہٖ رسولاً۔ اسی طرح انہوں نے بھی کہدیا۔ مگر جس طرح پہلوں کی بات غلط ہوئی۔ اور نبی مبعوث ہوا۔ اسی طرح ان کی بات بھی غلط ہوئی۔ اور وہ مسیح مہدی مبعوث ہوا جس کی بشارت آج سے اُنیس سو برس پیشتر مسیح ناصری نے دی تھی۔

احمد کی بعثت

قرآن مجید سے پتہ چلتا ہے۔ اور بائیبل دیکھنے سے بھی معلوم ہوتا ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے لوگوں کو اپنے مثیل کی خبر دی۔ آپ نے فرمایا۔ میرے بعد "وہ نبی" مبعوث ہوگا۔ لوگوں کو سخت انتظار رہا۔ حتےٰ کہ یہود نے مسیح ناصری سے یہ بھی سوال کیا تھا۔ کہ کیا تو "وہ نبی" ہے۔ مگر آپ نے اس کا انکار کیا۔ پس حضرت موسیٰ علیہ السلام نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ظہور کی خبر لوگوں کو مدت سے سُنا دی تھی۔ آپ سے تیرہ سو برس بعد حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ ومبشراً برسول یاتی من بعدی اسمہٗ احمد۔ اے لوگو! میں تمہیں احمد رسول کی خوشخبری سناتا ہوں۔

نہ قرآن میں۔ نہ حدیث میں۔ نہ تاریخ میں۔ غرض کسی جگہ بھی رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذاتی نام احمد نہیں آتا۔ البتہ صفاتی نام احمد ضرور تھا۔ مگر وہ ایسا ہی تھا۔ جیسے عاقب وغیرہ صفاتی نام آپ کو عطا کئے گئے تھے۔ پس حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے احمد رسول کی خوشخبری دی۔ اگر احمد سے مراد رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہوتے۔ تو کس طرح ہو سکتا تھا۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس خبر کو خوشخبری کے طور پر سناتے۔ کیا کہنے والے نہیں کہہ سکتے۔ کہ یہ کونسی خوشخبری ہے۔ یہ تو ہمیں پہلے ہی معلوم ہے

دنیا میں کبھی ایسا نہیں ہوا ہے۔ کہ ہمارے پاس ایک شخص آئے۔ اور وہ ہمیں کوئی خوشخبری سُنائے۔ لیکن اس کے بعد کوئی دوسرا آئے۔ اور وہ کہے۔ تو یہ۔ کہ میں تمہیں ایک عظیم الشان خوشخبری سُناتا ہوں۔ مگر سُنائے وہی بات جو پہلا سُنا چکا ہے۔ پس اگر احمد رسول سے مراد صرف رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہیں۔ تو یہ خبر بہت پہلے حضرت موسیٰ علیہ السلام دے چکے تھے۔ اب حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کونسی بشارت دی۔ حق یہی ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنے مثیل کی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مثیل کی بشارت دی۔ پس اس لئے سنت اللہ کے مطابق بشارات الٰہیہ کے عین موافق حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود ہوئے۔ آپ کا اسم مبارک بھی احمد تھا۔ اور آپ آئے بھی ضرورت اور عین وقت پر۔ آپ نے دنیا میں آکر اسلام کا بول بالا کیا۔ صداقت اسلام دلوں میں جاگزین کی۔ آپ کا آنا مبارک ہوا۔ اور آپ کا کلام مبارک ہے۔ پس مبارک ہیں وہ جو آپ کی آواز پر لبیک کہکر آخرین منھم لما یلحقوا بھم میں شامل ہوں ؛

احباب توجہ فرمائیں

کئی بار احباب کی خدمت میں پہلے بھی گذارش کی جا چکی ہے۔ اور اب پھر بذریعہ اعلان ہذا توجہ دلائی جاتی ہے۔ کہ سلسلہ عالیہ احمدیہ کی مرکزی لائبریری تالیف و تصنیف کے لئے مخالفین اسلام اور مخالفین سلسلہ کی تصانیف۔ ٹریکٹ۔ اشتہارات جو اس وقت تک شائع ہو چکے ہوں۔ یا آئندہ شائع ہوں۔ انہیں جلد بہم پہونچا کر ناظر تالیف و تصنیف کے نام قادیان ارسال کر دیا کریں۔ تاکہ ایسی مخالف تحریروں کے حتی الوسع جوابات لکھوائے جا سکیں۔ اور آئندہ آنے والی نسلوں کے لئے مرکزی لائبریری میں ایسا سواد جمع بھی رہے۔ جو دوست ایسی کتب وغیرہ ارسال فرماوینگے۔ ان کے نام سے بطور عطیہ ایسی کتب درج رجسٹر ہوتی رہینگی ؛

قائم مقام ناظر تالیف و تصنیف قادیان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

معراج بیداری میں ہوا یا کشف میں

کچھ عرصہ ہوا۔ مولوی ثناء اللہ صاحب نے اپنے اخبار کا ایک معراج نمبر شائع کیا تھا۔ جس میں اس بات پر زورِ قلم صرف کیا گیا تھا کہ

"نبی صلے اللہ علیہ وسلم کا معراج۔ بیداری اور جسم کے ساتھ تھا"

پہلی روایت

اس کی تائید میں واقعات معراج اس طرح بیان کئے گئے کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

"میں سواری پر سوار ہوا۔ اور بیت المقدس پہنچا۔ سواری کو اسی حلقہ سے باندھ دیا جس سے انبیاء اپنی سواریاں باندھا کرتے تھے۔ مسجد میں جاکر میں نے دو رکعت نماز ادا کی۔ اور وہاں سے آسمان کی طرف عروج ہوا..... میرے پہنچ جانے کے بعد وہاں بہت سے لوگ جمع ہوگئے۔ اذان دی گئی۔ اور اقامت کہی گئی۔ صفیں درست ہوئیں۔ میں انتظار میں تھا۔ کہ نماز کون پڑھائیگا۔ کہ جبریل نے میرا ہاتھ پکڑا۔ اور مجھے آگے کھڑا کر دیا۔ بعد از نماز جبریل نے پوچھا۔ آپ کو معلوم ہے۔ کہ آپ کے پیچھے کن لوگوں نے نماز پڑھی ہے۔ میں نے کہا۔ نہیں۔ جبریل نے کہا۔ یہ سب وہ انبیاء ہیں۔ جو منجانب اللہ مبعوث ہو چکے ہیں"

دیگر شواہد کے علاوہ اس روایت سے بھی ظاہر ہے۔ کہ یہ بیداری کا واقعہ نہیں۔ بلکہ ایک کشف ہے۔ ورنہ ماننا پڑیگا۔ کہ دوسرے انبیاء علیہم السلام کو بھی اسی رنگ کا معراج ہوتا رہا ہے۔ یعنی وہ بھی جب اس مقام پر پہنچتے۔ تو اپنی سواریاں اسی حلقہ سے باندھ دیا کرتے تھے۔ جس سے آپؐ نے باندھی دوسری بات غور طلب یہ ہے۔ کہ نماز کا یہ طریق کہ پہلے اذان دی جائے۔ پھر اقامت کہی جائے۔ اور صفیں درست کرکے ایک امام کی اقتداء میں نماز با جماعت پڑھی جائے۔ واقعہ معراج کے بعد اسلام میں جاری ہوا ہے۔ اور اس طرح پر نماز پڑھنا صرف شریعتِ اسلامیہ سے مخصوص ہے۔ نماز با جماعت معراج کے بعد فرض ہوئی ہے۔ لیکن اس حدیث سے ثابت ہوتا ہے۔ کہ نماز کا یہ طریق پہلے سے جاری تھا۔ اگر اسے بیداری کا واقعہ تسلیم کیا جائے۔ تو تناقض لازم آتا ہے۔

دوسری روایت

ایک دوسری روایت اسی واقعہ کے متعلق یہ ہے۔

"نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ میں حطیم میں لیٹا ہوا تھا۔ جب آنے والا میرے پاس آیا..... سینہ سے لیکر زیر ناف تک میرا جسم شق کیا۔ پھر سونے کا طشت لایا گیا۔ جو ایمان و حکمت سے پُر تھا۔ میرے قلب کو دھویا۔ اور ایمان و حکمت سے بھر دیا۔ پھر میرے لئے سواری لائی گئی۔ جس کا قد خچر سے کم اور حمار سے اونچا تھا۔ اس کا قدم اس کی حدِ بصر تک پڑتا تھا۔ مجھے سوار کیا گیا۔ جبریل میرے ساتھ ساتھ چلا۔ آسمان دنیا تک مجھے لیکر پہنچ گیا"

اس سے ظاہر ہے۔ کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ آپ کی سواری بھی فضیلت معراج میں شریک ہے۔ اور وہ بھی بجسدہ العنصری آسمان پر گئی۔ نیز طشت طلائی جو عین بیداری میں ملا تھا۔ اس کے متعلق یہ بات دریافت طلب ہے۔ کہ وہ کہاں گیا۔ اور کس کے حوالے کیا گیا۔

پھر لکھا ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

"پھر مجھے جنت میں لے جایا گیا جس کی کنکریاں آبدار موتی ہیں۔ اور جس کی زمین مشک خالص کی ہے"

اس سے بھی صاف ثابت ہوتا ہے۔ کہ معراج کا واقعہ ایک کشف ہے۔ بیداری کا واقعہ نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں ہے وما ھم منھا بمخرجین۔ کہ جو ایک دفعہ جنت میں داخل ہو جائے۔ پھر اس کو نکالا نہیں جاتا۔ ایک اور آیت بھی اس کی تائید کرتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خالدین فیھا۔ مادامت السمٰوٰت والارض الا ما شاء ربک عطاءً غیر مجذوذ۔ کہ جنت اور اس کی نعمتیں غیر منقطع ہیں۔ اگر اس کو خواب اور کشف نہ مانا جائے۔ تو قرآن مجید کے علاوہ ایک صحیح حدیث کو بھی غلط ماننا پڑیگا۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے جنت کی تعریف میں فرمایا۔ لا عین رأت ولا اذن سمعت ولا خطر علی قلب بشر۔ کہ جنت اور اس کی نعمتیں ایسی ہیں۔ جن کو نہ کسی آنکھ نے دیکھا۔ نہ کسی کان نے سُنا۔ اور نہ کسی بشر کے دل پر اُن کا گذر ہوا پس اگر آنحضرت صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جنت میں جاکر بحالت بیداری اس کا معائنہ فرمایا۔ تو پھر جنت کی تعریف میں یہ کہنا۔ کہ اس کو کسی نے نہیں دیکھا۔ نہ اس کی نعمتوں کو چکھا۔ معاذ اللہ درست نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ آپؐ نے بچشم خود سب کچھ دیکھا۔ لیکن خواب اور کشف کی حالت میں کوئی قباحت لازم نہیں آتی۔

تیسری روایت

واقعہ معراج کے متعلق ایک اور روایت اس طرح بیان کی گئی ہے۔

"رسولِ خدا صلے اللہ علیہ وسلم حضرت ام ہانی دختر ابوطالب کے گھر میں خواب استراحت فرما رہے تھے۔ کہ یکایک ایک فرشتہ اُترا۔ اور آپؐ کو جگایا۔ اور مسجد حرام میں لے آیا۔ اور آپؐ کے قلب کو آب زمزم سے دھوکر اس کو ایمان و حکمت سے بھر دیا۔ (اہلحدیث)

اس سے پہلی روایت میں تھا۔ کہ آپؐ اس وقت حطیم خانۂ کعبہ میں تھے۔ کہ فرشتہ آکر آپؐ کو لے گیا۔ مگر اس میں ہے۔ کہ آپ اس وقت حضرت علی کی بہن ام ہانی کے گھر میں تھے۔ پھر لکھا ہے۔ آپؐ کا قلب مبارک آب زمزم سے دھویا گیا۔ یہ بھی واقعۂ معراج کے منامی ہونے پر ایک قرینہ ہے۔ کیونکہ حضور علیہ السلام کا قلب صافی آب زمزم سے قدر و منزلت اور پاکیزگی میں کہیں بڑھکر ہے۔ آب زمزم کی حضور کے قلب اطہر کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں بلکہ سچ تو یہ ہے۔ کہ اگر حضور کا لعاب دہن آب زمزم میں ملجائے۔ تو آب زمزم کے لئے باعث فخر اور فضیلت کا سبب ہو۔ نہ کہ حضور کے لئے۔ ہاں اگر آب زمزم کا مرتبہ اور پاکیزگی بڑھانے کے لئے حضور کا قلب مبارک اُس سے دھویا گیا۔ تو امر دیگر ہے۔ ورنہ آبِ زمزم سے حضور کا قلب اقدس دھونا حضور کے لئے باعث فضیلت ہرگز نہیں۔ کیونکہ بالفاظ اہلحدیث "حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی ایڑیوں کی ضربوں سے آب زمزم پیدا ہوا تھا" (اہلحدیث صفحہ ۷، ۲۹ دسمبر ۱۹۲۹ء)

پھر آب زمزم سے جب عام طور پر عام حاجی بھی وضو کر لیتے ہیں۔ تو حضور کے لئے اس میں کونسی فضیلت ہے حضرت رسول اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر کی تو وہ شان ہے جس کی نسبت اللہ تبارک و تعالےٰ فرماتا ہے۔ فانہ نزّلہ علےٰ قلبک۔ کہ قرآن مجید کا نزول اس پر ہوا۔ پس کجا آب زمزم اور کجا حضور کا قلب صافی۔

قرآن میں معراج کا ذکر

احادیث کے بعد اہلحدیث نے قرآن کی طرف رُخ کیا ہے۔ چنانچہ اپنے دعوےٰ کے ثبوت میں لکھا ہے۔

"بعض علماء کو آیت وما جعلنا الرؤیا التی اریناک الا فتنۃ للناس سے یہ خیال ہوا ہے۔ کہ اس آیت کا اشارہ معراج کی طرف ہے۔ اور چونکہ اسے رؤیا سے تعبیر کیا گیا ہے لہذا معراج کے واقعات خواب میں نظر آئے" (اہلحدیث صفحہ ۸)

آگے اس کا جواب دیا ہے۔ کہ ابن دحیہ نے لکھا ہے۔ رویت و رؤیا کا استعمال بمعنی واحد ہوتا ہے۔ اور رؤیا کا لفظ صرف خواب کے لئے مستعمل نہیں۔ مگر یہ جواب صحیح نہیں۔ کیونکہ قرآن مجید میں رؤیا کا لفظ صاف خواب کے لئے استعمال ہوا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ لقد صدق اللہ رسولہ الرؤیا بالحق الخ (سورۂ فتح) کہ اللہ نے سچ کر دکھائی اپنے رسول کی خواب پس معلوم ہوا۔ کہ رؤیا سے مراد خواب کی حالت ہے۔

کہا گیا ہے۔ کہ اگر حضور نے واقعات معراج کو خواب کے رنگ میں دیکھا ہوتا۔ تو کفار بیت المقدس کے پتے اور نشان آپ سے دریافت نہ کرتے۔ کیونکہ خواب کے لئے تو انتہائی جواب

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کافی تھا۔ کہ میں تو اپنا خواب بیان کر رہا ہوں۔ مگر کیا خواب کی صداقت معلوم کرنے کے لئے سوال نہیں کیا جا سکتا؟ ممکن ہے۔ کفار نے اس کشف کی صداقت معلوم کرنے کے لئے حضور سے بیت المقدس کی نشانیاں پوچھی ہوں۔ یعنی کہا ہو اگر بیت المقدس واقعی آپ نے کشف میں دیکھا ہے تو فلاں فلاں بات بتائیے۔ جس سے ان کا مقصد یہ تھا۔ کہ اگر آپ نے وہاں کے پتے نشان صحیح صحیح بتلا دیئے۔ تو معلوم ہو جائیگا۔ کہ آپ اپنے کشف و الہام کے دعوےٰ میں سچے ہیں۔ کیونکہ آپ کبھی بیت المقدس نہیں گئے۔ اس لئے وہاں کے حالات و نشانات کا بتلانا اس بات کی دلیل ہوگی۔ کہ آپ کو کشف میں دکھلایا گیا ہے۔

قرآن کی ایک اور آیت

پھر لکھا ہے "بعض لوگ آیت قل سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولا کو پیش کر کے رفع عیسوی اور معراج نبوی صلعم سے انکار کی گنجایش نکالتے ہیں۔ یہ لوگ حقیقت شناسی سے بالکل بے خبر ہیں۔ کیونکہ آیات میں کفار کی اقتراحات کا ذکر ہے۔ اول آنحضرت صلعم کا زمین سے چشمے جاری کرنا۔ دوم خرما و انگور کا باغ لگانا اور اس میں نہروں کا بہنا۔ سوم آسمان کا ٹکڑا عذاب کے لئے گر پڑنا۔ چہارم اللہ تعالیٰ اور ملائکہ کا سامنے لانا۔ پنجم آنحضرت صلعم کے لئے سونے کا محل ہونا۔ ششم آنحضرت سید الرسل کا آسمان پر چڑھ جانا اور وہاں سے کتاب کا اُتارنا جسے کفار خود پڑھ لیں۔ یہ بالکل بدیہی امر ہے کہ ان سب سوالات کے جواب میں ایک ہی کلمہ سبحان ربی ھل کنت الا بشرا رسولاً تعلیم کیا گیا ہے۔ اگر یہ جواب امر ششم یعنی آسمان پر چڑھ جانے کے محال ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ تو باقی سب امور بھی ناممکن ماننے پڑینگے۔ کیونکہ جملہ سوالات کا ایک ہی جواب سکھایا گیا ہے۔ پس واضح ہو۔ کہ ان کل امور کا ممکن اور غیر ممتنع ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے"

(اہلحدیث صفحہ ۱)

مگر اہلحدیث کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ جملہ سوالات کا یہ ایک ہی جواب کافی اور بالکل مکمل ہے۔ کیونکہ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ میں بشر اور رسول ہوں۔ جو کام پہلے بشر اور رسول کرتے رہے ہیں۔ انہی کا مجھ سے مطالبہ کیا جا سکتا ہے۔ اور جو جو باتیں بشریت کے حلقہ میں ہیں۔ وہ میں پوری کر کے دکھا دونگا۔ اب صاف معلوم ہو سکتا ہے۔ کہ کوئی بشر چونکہ بجسم عنصری کبھی آسمان پر نہیں گیا۔ اس لئے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے اس کا مطالبہ فضول ہؤا۔ اور جن امور کا ممکن اور غیر ممتنع ہونا قرآن مجید سے ثابت ہے۔ ان کا مطالبہ بشر رسول سے جائز قرار دیا گیا۔ اور رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہ سب باتیں پوری کر کے دکھا دیں۔

لکھا گیا ہے۔ کہ

"آسمان پر بارادہ الٰہیہ چڑھ سکنا عامہ بشر بلکہ کفار کے حق میں ممکن ہے"

سبحان اللہ۔ جب بقول اہلحدیث کفار بھی آسمان پر خدا کے حکم سے چڑھ سکتے ہیں۔ تو پھر معراج کی رات آنحضرت صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کا اور یہودیوں کے خوف سے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان پر چلے جانا کونسی فخر کی بات ہوئی۔

حضرت عایشہؓ کی روایت

ان کمزور اور اپنی تردید آپ کرنے والی باتوں کے مقابلہ میں معراج نبوی کے کشف ہونے کے متعلق ایسے واضح دلائل ہیں۔ جن کا انکار کوئی سمجھدار نہیں کر سکتا۔ مثلاً صحیح بخاری میں حضرت عایشہؓ سے روایت ہے۔ فرماتی ہیں۔ واللہ ما فقد جسد محمد صلے اللہ علیہ وسلم فی لیلۃ الاسریٰ کہ خدا کی قسم معراج کی رات محمد صلے اللہ علیہ وسلم کا جسم مبارک غائب نہیں ہؤا۔ آپؐ بجسدہ الاطہر اس رات اپنے حجرہ میں موجود تھے۔ ایک روایت میں ہے۔ ثم استیقظ کہ پھر حضور جاگ اُٹھے

واقعہ معراج کے منامی اور کشفی ہونے پر یہ اتنی زبردست دلیل ہے جس کا معراج جسمانی ماننے والوں کے پاس کوئی جواب نہیں۔ یہ کہنا کہ "حضرت عایشہؓ اس وقت حضورؐ کے گھر میں نہ تھیں۔ نیز اس وقت ان کی عمر بہت ہی کم تھی۔ شاید چند سال کی ہو" کسی طرح درخور اعتناء نہیں۔ کیونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا ایک ایسے واقعہ کے متعلق جس کا انہیں پورا علم اور یقین نہ ہوتا۔ کبھی خدا کی قسم نہ اُٹھاتیں۔ مگر ان کا خدا کی قسم اُٹھانا بتاتا ہے۔ کہ انہیں واقعہ معراج کا بخوبی اور پورا پورا علم تھا۔

حضرت معاویہؓ کا عقیدہ

اسی طرح بالفاظ اہلحدیث "حضرت امیر معاویہؓ کا یہ مذہب ہے۔ کہ معراج خواب میں ہؤا تھا"

حضرت عایشہؓ کی تائید میں حضرت امیر معاویہؓ کا یہ مذہب اس بات کو اور بھی تقویت دیتا ہے۔ کہ حضرت ام المؤمنین عایشہ رضی اللہ عنہا کا قول اس مسئلہ کے متعلق سب سے زیادہ قابل وثوق ہے۔

بخاری کی ایک حدیث

اس کے علاوہ ایک بہت بڑا قرینہ معراج کے کشفی ہونے پر بخاری کی یہ حدیث ہے۔ جو حضرت ابوہریرہؓ سے مروی ہے۔ کہ

ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال لبلال عند صلوٰۃ الفجر یا بلال حدثنی بارجیٰ عمل عملتہ فی الاسلام فانی سمعت دف نعلیک بین یدی فی الجنۃ۔ قال ما عملت عملا ارجیٰ عندی انی لم اتطھر طھورا فی ساعۃ لیل او نھار الا صلیت بذالک الطھور ما کتب لی ان اصلی (بخاری الجزء الاول باب فضل الصلوٰۃ بعد الوضوء باللیل والنھار۔

یعنی آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک دن نماز فجر کے وقت پوچھا۔ اے بلال مجھے بتا۔ تو نے اسلام میں کونسا اعلیٰ درجہ کا عمل کیا ہے۔ جس کی قبولیت کی سب سے بڑھ کر اُمید کی جاتی ہے۔ کیونکہ میں جنت میں معراج کی رات اپنے آگے آگے تیرے پاؤں کے جوتوں کی آواز سنتا تھا۔ بلال نے کہا۔ میں نے اپنے نزدیک تو کوئی ایسا عمل نہیں کیا۔ جس کے خدا کے ہاں مقبول ہونے کی سب سے بڑھ کر امید کی جائے۔ سوائے اس کے کہ ایک تو میں ہر وقت با وضوء رہتا ہوں۔ دوسرے جب وضوء ٹوٹ جاتا ہے۔ تو فوراً وضوء کر کے دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔

مندرجہ بالا حدیث سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ معراج جسمانی نہیں۔ بلکہ ایک کشف ہے۔ ورنہ حضرت بلال کی نسبت ماننا پڑیگا۔ کہ وہ نعوذ باللہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سے بھی آگے بڑھ گئے۔ اور اپنے جوتوں سمیت جنت میں گئے۔ حقیقت یہی ہے۔ کہ معراج کشفی تھا۔ اور اسی سے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی اصل شان کا اظہار ہوتا ہے۔

۲۶ اکتوبر کے جلسوں کے متعلق ضروری اعلان

جملہ مرکزی انجمنوں کو بالخصوص اور تمام احمدی احباب کو بالعموم اطلاع دیجاتی ہے کہ حسب اعلان ناظر صاحب دعوۃ و تبلیغ مطبوعہ اخبار الفضل مورخہ ۲ ستمبر ۳۰ء لیکچرار وں کے ناموں کی خانہ پُری کرنے کیلئے فارمیں بذریعہ ڈاک بھیجی جا چکی ہیں۔ اب روز بروز جلسہ کی تاریخ قریب آرہی ہے۔ اسلئے احباب کو ان ہدایات کو مدنظر رکھتے ہوئے جو اخبار مذکور میں چھپ چکی ہیں۔ زیادہ سے زیادہ تعداد میں جلسوں کے انعقاد کی کوشش کر کے اپنے اخلاص۔ اطاعت امام ایدہ اللہ بنصرہ العزیز اور محبت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ثبوت دینا چاہیئے۔

یہ بات پھر تاکید کے طور پر لکھی جاتی ہے۔ کوشش یہ کرنی چاہیئے۔ کہ خرچ جہاں تک ہو سکے۔ کم ہو۔ یعنی اقتصادی پہلو کو مدنظر رکھا جائے۔ اور کوئی قدم ایسا نہ اُٹھایا جائے۔ جسکا اثر مرکزی چندوں یا احمدی جماعتوں کے کل مالی حالات پر پڑے۔ نیز کوئی کام ایسا نہ کیا جائے۔ کہ جس سے جماعت کو کوئی اخلاقی صدمہ پہنچے۔ یا مداہنت کی ضرورت پیش آئے اور احمدیت کی قربانی کرنی پڑے۔

چونکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ و آلہ وسلم کی ذات ستودہ صفات پر زیادہ تر حملے ہندوؤں کی طرف سے ہوئے ہیں۔ اسلئے کوشش کی جائے کہ زیادہ تر لیکچر ہندوؤں کے ہوں۔ والسلام (اسسٹنٹ سکرٹری ترقی اسلام)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آج کا بمبئی

(از جناب شیخ یعقوب علی صاحب عرفانی)

تمہیدی نوٹ

میری عادت میں ہے۔ کہ جب میں کسی جگہ جاتا ہوں۔ تو کھلی آنکھ سے اسے دیکھتا ہوں۔ تیرہ برس پیشتر مجھکو بمبئی میں کچھ عرصہ رہنے کا موقعہ ملا۔ یہ وہ ایام تھے۔ کہ سلسلہ عالیہ کی طرف سے یہاں ایک باقاعدہ مشن قائم کرنے کی تجویز ہوئی تھی اور ایک مباحثہ کی تقریب سے حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی قیادت میں ایک وفد بھیجا گیا تھا۔ خادم عرفانی اس وفد کا سکرٹری تھا۔ یہ ۱۹۱۷ء کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد میں بمبئی میں کم و بیش پانچ مرتبہ آیا۔ مگر میرا قیام چند روز سے زیادہ نہ رہا۔ اب تیرہ سال کے بعد پھر اتفاقاً آیا ہوں۔ اور میں نے موقع پایا۔ کہ ہندوستان کے سب سے بڑے شہر اور کل دنیا کے دروازے پر پھر ایک نظر کروں۔ میں نے جو کچھ دیکھا اپنی عادت کے موافق چاہتا ہوں۔ کہ احباب کو اس میں شریک کروں۔ میں اپنی آنکھ اور اپنے نقطہ خیال سے دیکھ رہا ہوں اس لئے نہیں کہہ سکتا۔ کہ دوسروں کے لئے اسمیں کچھ دلچسپی کا سامان ہوگا۔ یا نہیں۔

باب عالم

بمبئی کی شہرت اور عظمت کا راز اس کے محل وقوع کل دنیا سے اس کے تعلقات اور اس کی تجارتی وسعت میں مخفی ہے دنیا کے ساتھ جو تعلقات بمبئی کے ہیں۔ انکو مد نظر رکھ کر یہ کہنا بالکل درست ہے کہ بمبئی باب عالم ہے۔ دنیا کے کسی حصہ کو آپ جانے کا عزم کریں۔ اسی دروازے سے آپکو داخل ہونا پڑیگا۔

تجارت کی جگہ سیاست

بمبئی کے بندرگاہ کی عظمت نے اس کی شہرت اور اہمیت کو بہت بڑھا دیا ہے۔ ہندوستان اور ہندوستان سے باہر بمبئی کی عظمت اس کی تجارتی وسعت کے ساتھ وابستہ رہی ہے۔ لیکن میں جو تیرہ سال کے بعد بمبئی میں آیا۔ اور صبح کی صبح شہر میں داخل ہوا۔ تو مجھے یہ دیکھکر تعجب ہوا کہ تجارت کی جگہ سیاست نے لی ہے۔ اور آئندہ بمبئی ہندوستان میں سیاسی انقلاب کا ایک مرکز ہوگا۔ جہاں صبح ہی صبح بمبئی میں ملوں کو جانے والے ہزارہا مزدوروں کے پرے نظر آتے تھے۔ اور ہر طرف لوگ دوڑتے ہوئے اپنے اپنے کاموں پر جا رہے ہوتے تھے۔ آج وہ حالت بالکل تبدیل ہو چکی ہے۔ کارخانوں کے رقبہ میں خاموشی ہے۔ اور ہر روز کارخانے بند ہوتے جا رہے ہیں۔ اور قریباً ساٹھ ہزار مزدور بیکار ہو گئے ہیں۔

گشت صباحی

میں نے دیکھا۔ کہ کارخانوں کے رقبہ کو جانے والے لوگوں کا اژدہام کم ہو گیا ہے۔ اور اس کی جگہ پربھات پھیری (گشت صباحی) نے لے لی ہے۔ نوجوان لڑکوں۔ بچوں اور عورتوں کی چھوٹی چھوٹی پارٹیاں سوراجی جھنڈے ہاتھ میں لئے ہوئے سوراجی گیت گاتے ہوئے کوچہ بکوچہ گشت لگاتے ہیں۔ اور سیاسی بیداری کی روح پیدا کر رہے ہیں۔ اور نیند کے ماتوں کو جھنجوڑ رہے ہیں۔

کل کا تماشا آج کے نظارہ میں

میں نے اس منظر کو دیکھا۔ اور ٹھٹھک کر رہ گیا۔ میری نظر بہت دور نکل گئی۔ اور کل کا تماشا آج کے نظارے میں دیکھنے لگا۔ کانگرس کے تبلیغی اور اشاعتی نظام کے اس پہلو کو میں سوچتا تھا۔ اور وطنیت کی روح پیدا کرنیکے سامانوں پر غور کرتا تھا۔ وہ شہر جو راتدن اس فکر میں رہتا تھا۔ کہ کچھ بھی ہو روپیہ پیدا کیا جائے جہاں میں نے اپنی آنکھ سے روپیہ کی پرستش ہوتی دیکھی ہے آج وہ تجارت کی ترقی اور مالی بلند پروازیوں سے الگ اپنے خیال میں آزادی کی جنگ کی تیاریوں میں مصروف ہے۔ یہ لوگ اپنے ملک اپنی قوم کو ایک خارجی حکومت سے آزاد کرانے کی ذمہ داری کا احساس اپنے چھوٹوں۔ بڑوں۔ بچوں۔ نوجوانوں اور عورتوں میں پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ اور اسکے لئے انہوں نے ہر قسم کی قربانی کے لئے پورا تہیہ کر لیا ہے۔ اس راستہ میں وہ سب کچھ کھو دینے کو تیار ہیں۔ اور اس بازی میں ادھر یا ادھر ہو جانا چاہتے ہیں۔ جہاں تک جذبات کا سوال ہے۔ احساس اور بیداری کا تعلق ہے۔ ان قوتوں کا نشو و نما مبارک ہے۔ نتیجہ کیا ہوگا۔ اسے چھوڑ دو۔ میں خود اس جنگ کے طریق کار میں کسی نقص یا خوبی کو دیکھتا ہوں۔ اس سوال کو بھی الگ رکھو۔ میں جذباتی نقطہ خیال سے دیکھتا ہوں اپنے ملک اور قوم کی سیاسی آزادی کے لئے یہ تمام قوتیں کام کر رہی ہیں۔ لیکن ایک مسلمان ایک احمدی جو ساری دنیا کو اپنا وطن یقین کرتا ہے۔ اور حقیقی آزادی اور عالمگیر صلح اور امن کا علمبردار ہے۔ وہ اپنے فرض سے کس قدر غافل ہے۔ میں نے اپنے نفس سے سوال کیا۔ کہ تجھے متعدد مرتبہ یہاں آنے کا موقعہ ملا کیا اس پیغام حق کو تونے اسطرح پہنچانے کا عزم کیا۔ میں نے ندامت اور شرمندگی سے اپنا سر جھکا لیا۔ اور چھوٹے چھوٹے بچوں کی متحد آواز سے ہم سوراج لینگے چرخہ چلا چلا کر۔ نے مجھے غیرت دلائی۔ کہ یہ بچے جو نہ سوراج کی حقیقت سے واقف ہیں۔ نہ چرخہ کی قدر و قیمت کو جانتے ہیں۔ اپنے اندر ایک جذبہ حریت پیدا کر رہے ہیں۔ اور میں جو حقیقی آزادی کا علمبردار ہونے کا مدعی ہوں۔ اس بشارت کو لوگوں تک نہیں پہنچا سکتا۔ جو اس زمانہ کا بشیر اعظم لے کر آیا ہے۔

وطنیت اور اسلام

اسی سلسلہ میں بیٹھ غور کیا۔ کہ کیا میں جذبات وطنیت سے الگ ہوں۔ اور اسلام اور وطنیت میں کیا تعلق ہے۔ اس میں کچھ شبہ نہیں۔ کہ وطنیت کی ایک فطرتی لہر قلب میں اُٹھتی ہے جب وہ بندے ماترم کو سنتا اور اس کے مفہوم سے واقفیت پیدا کرتا ہے۔ وطنیت کا جذبہ انسان تو انسان پرندوں تک میں پایا جاتا ہے۔ پھر ایک مسلم کے قلب میں وطنیت کا جذبہ نہ ہو سکے کیا معنی؟ میں نے اخبارات میں پڑھا۔ اور سیاسی متعصبین سے سُنا۔ کہ مسلمان مادر وطن کی آزادی میں سعی نہیں کرتے۔ اور یہ بھی کہ وہ ہندوستان میں رہکر عرب کے خواب دیکھتے ہیں حقیقت یہ ہے۔ کہ ان معترضین نے حقیقت اسلام اور مسلم کے نصب العین کو کبھی سوچا نہیں۔ یہ لوگ وطنیت کے نام میں ایک نیشنلٹی کی تعلیم دے رہے ہیں۔ لیکن اسلام اس سے بہت آگے لے جانا چاہتا ہے۔ اور وہ ہیومینیٹی کی تعلیم دیتا ہے پس ایک مسلم ساری دنیا کو اپنا وطن یقین کرتا ہے۔ وہ کسی ایک ملک اور ایک قوم کی آزادی کے لئے فکر مند نہیں۔ بلکہ اسے کل دنیا کو آزاد کرانے کی فکر دامنگیر ہے۔ ایک مسلم ہی حقیقی وطنی ہو سکتا ہے۔ جسے حب الوطن من الایمان کی تعلیم دی گئی ہے۔ اسلام نے وطنیت کو داخل ایمان کر کے اسے اعلےٰ درجہ کا محب وطن بنا دیا ہے۔ اس کی نظر میں سفلی اغراض اور سفلی مقاصد نہیں۔ بلکہ وہ اپنی نجات اور ایمان کی تکمیل حب الوطنی میں پاتا ہے۔

ہاں یہ دوسری بات ہے کہ وطنیت کی روح وہ کس رنگ میں پیدا کرنا چاہتا ہے۔ غرض میں نے دیکھا۔ کہ میرے سینہ میں بھی وطنیت کی موجیں اُٹھتی ہیں۔ اور میں بھی اپنے ملک کی آزادی (حقیقی آزادی) کے لئے ایک اضطراب محسوس کرتا ہوں لیکن اس آزادی میں جو کانگرس چاہتی ہے۔ اور اس آزادی میں جو میں چاہتا ہوں ایک نمایاں فرق ہے۔

تیرہ صدیاں پیچھے

میں ان خیالات میں محو ان نظاروں کو دیکھتے ہوئے اور گشت صباحی کے ممبروں کی تبلیغی سعی کو دیکھتا گیا۔ اور مجھے ان لوگوں کی کامیابی کی ایک شعاع نظر آئی۔ میں ساڑھے تیرہ صدیاں پیچھے چلا گیا۔ اور میں نے وادیٔ فاران میں ایک پکارنے والے (صلے اللہ علیہ وسلم) کی آواز کو سُنا۔ جو اپنے خدام کو کامیابی اور برکت کا ایک گُر تعلیم کر رہا تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ تمہاری صبح میں برکت دے۔ اس تعلیم میں یہ راز سکھایا گیا تھا۔ کہ جو کام تم علے الصباح آغاز کرو گے۔ وہ تمہیں کامیابی کی طرف لے جائیگا۔ میں اس کا فلسفہ اور حقیقت بیان کر سکتا ہوں۔ کہ صبح کے وقت انسانی قوتیں کس طرح تازہ دم ہو کر کام کرتے ہیں۔ اور اس کام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں کس طرح دل یکسو ہو کر مصروف ہو جاتا ہے۔ مگر اسے میں ناظرین کے فکر پر چھوڑ کر یہ کہتا ہوں۔ کہ کامیابی کے اس گر کو ہم بھول گئے ہیں۔ اور گشت صباحی کے ممبروں نے اسے سمجھ لیا ہے۔ چونکہ یہ گر حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے تعلیم فرمایا ہے۔ اور جو ہمیشہ صحیح ثابت ہوا۔ اسلئے جو قوم اور جماعت اسکو اختیار کریگی۔ اسکو کامیاب ہونا چاہئے۔ میں مختلف بازاروں میں سے گذرتا ہوا گیا۔ اور بیٹھے ہر طرف اسی گشت صباحی کے ممبروں کو مصروف کار پایا۔ یہ لوگ ایک نشے سے متوالے ہو رہے تھے۔ اور ایسے وقت جبکہ بہت سی مخلوق سوئی پڑی تھی۔ وہ اپنے جذبات آفرین نعروں اور گیتوں سے ان سوئے ہوؤں کو جگا رہے تھے۔ طبعی طور پر بھی یہ جاگ اٹھنے کا وقت تھا۔ مگر ان کی غرض سیاسی بیداری تھی۔ اور میں سمجھتا ہوں بمبئی میں یہ بات پیدا ہو چکی ہے۔ اور اس سے انکار کرنا سخت غلطی ہے۔

جماعت احمدیہ کو کیا کرنا چاہئے۔

اس تحریک کا حشر کیا ہوگا۔ اسے کہانتک کامیابی ہوگی۔ اس پر بحث کرنا میرا موضوع نہیں۔ مجھے اپنے تاثرات کا اظہار کرنا ہے۔ تبلیغ و اشاعت کے نظام میں اس عمل سے ہم کوئی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ یا نہیں۔ یہ بھی میں ان لوگوں کیلئے چھوڑ دیتا ہوں جو اسکے لئے حضرت امام کی طرف سے مقرر ہیں۔ ہاں میں اسقدر کہتا ہوں۔ کہ جبتک ہم میں ایک جنون اور دیوانگی تبلیغ کیلئے پیدا نہ ہوگی۔ اور ہم عملی قربانی کیلئے تیار نہیں ...

وصایا

نمبر ۳۲۶۲:۔ میں عبدالرحمن ولد شیخ میر محمد خان ساکن نوشہرہ ککے زئیاں ڈاکخانہ خاص تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ کا ہوں۔ میں بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ چونکہ میرے والد صاحب اس وقت زندہ ہیں۔ اس لئے کوئی جائداد میرے قبضہ میں نہیں ہے۔ میری ماہوار آمدنی بعد وضعات سرکاری جو میرے اختیار سے باہر ہے۔ مبلغ ساٹھ روپیہ ماہوار ہے۔ تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا دسواں حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ اور بوقت وفات میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی دسویں حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ عبدالرحمن ہیڈ فیول کلرک۔ کندیاں ضلع میانوالی۔
گواہ شد:۔ ڈاکٹر عبدالکریم احمدی سب اسسٹنٹ سرجن۔
گواہ شد:۔ نورالدین پنشنر نقشہ نویس۔ ۲۱/۶/۳۰

نمبر ۳۲۶۶:۔ میں غلام احمد ولد شیخ برکت علی صاحب ککے زئی چک 95/6.R منٹگمری حال ڈسپنسر شفاخانہ صدر گوگیرہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری جائداد اس وقت کوئی نہیں۔ ماہوار آمد ۴۰ روپیہ ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہونگا۔ میرے مرنے کے وقت میرا جس قدر متروکہ ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ غلام احمد ڈسپنسر شفاخانہ صدر گوگیرہ
گواہ شد:۔ چوہدری پھمبو خان باورچی صدر گوگیرہ
گواہ شد:۔ سید محمد حسین زیدی جنرل سکرٹری صدر گوگیرہ۔

نمبر ۳۲۷۳:۔ میں خدا بخش ولد سید محمد صاحب قوم انیس کھرل ساکن چک ۲۷۳ ج ب تحصیل جڑانوالہ ضلع لائل پور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ اپنی جائداد متروکہ کے متعلق حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) میری ملکیت ایک مکان و ایک دوکان جس کی قیمت ۲۰۰ روپیہ ہے۔
(۲) زیور قیمتی ماصہ روپیہ ہے۔
(۳) ماہوار آمدنی عللہ روپیہ ہے۔

مذکورہ بالا جائداد کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ نیز یہ بھی لکھدیتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد اگر کوئی اور جائداد ثابت ہو۔ تو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

العبد:۔ خدا بخش احمدی دوکاندار چک ۲۷۳ ج ب بقلم خود۔
گواہ شد:۔ محمد شفیع ویٹرنری اسسٹنٹ سرجن۔ جڑانوالہ
گواہ شد:۔ اللہ داد خان بقلم خود۔

نہایت اعلیٰ خوبصورت
اور پائیدار خاص ولایتی فونٹین پن

نب قیمتی اور دیرپا چلنے والی۔ سیاہی خود بخود حاصل کرتا ہے۔ دفتر۔ دوکان۔ گھر۔ اور بازار۔ ہر جگہ کام دینے والا۔ اس قیمت میں اس سے بہتر قلم آپ نہیں خرید سکتے۔ ناپسند ہونے پر واپسی کی شرط۔ قیمت معہ ایک شیشی سیاہی کے دو روپے چار آنے۔ محصول ڈاک معاف۔
کیک بنانیکے خوبصورت سانچے۔ معہ پرچہ ترکیب معہ محصول عہ درجن۔
شیخ عبدالعزیز۔ محمد پور منٹگمری (پنجاب)

ضرورت ہے رشتہ کی

ایک قابل نوجوان احمدی کی ایک سید خاندان کی احمدی خاتون کے لئے جو شریعت تعلیم یافتہ۔ سلیقہ شعار اور بعمر ۱۵ سال تندرست ہے۔ لڑکا تعلیم یافتہ۔ سرکاری ملازم یا تجارت پیشہ ہو۔ سادات کی شرط ضروری نہیں۔ پتہ ذیل پر لکھیں۔
معرفت ایڈیٹر صاحب الفضل قادیان

حب اٹھرا

اگر آپ کو اولاد حاصل کرنے کی حقیقی تڑپ ہے۔ تو آپ اپنے گھر میں حب اٹھرا استعمال کرائیں۔ اس کے کھانے سے بفضل خدا ہزاروں گھر صاحب اولاد ہو چکے ہیں۔ جو اٹھرا کی بیماری کا نشانہ بن چکے تھے۔ مرض اٹھرا کی شناخت یہ ہے۔ کہ اس سے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا حمل گر جاتے ہیں۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس بیماری کیلئے حضرت خلیفۃ المسیح اول مولانا مولوی نورالدین صاحب مرحوم طبیب کی مجرب اٹھرا اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گود بھری بے مثل گولیاں حضور کی مجرب اور ان اندھیرے گھروں کا چراغ ہیں۔ جن کو اٹھرا نے گل کر رکھا تھا۔ آج وہ خالی گھر خدا کے فضل سے پیارے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان گود بھری گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین۔ خوبصورت اور اٹھرا کے اثرات سے محفوظ پیدا ہوتا ہے۔ آزما کر فائدہ اٹھائیں۔ قیمت فی تولہ (عہ)
شروع حمل سے آخر رضاعت تک ۹ تولہ گولیاں خرچ ہوتی ہیں۔ یکدم ۹ تولہ منگوانے پر عہ اور نصف منگوانے پر صرف محصول معاف۔

مقوی دانت منجن

منہ کی بدبو کو دور کرتا ہے۔ دانتوں کی جڑیں کیسی ہی کمزور ہوں۔ دانت ہلتے ہوں۔ گوشت خورہ سے تنگ آ گئے ہوں۔ دانتوں سے خون آتا ہو۔ پیپ آتی ہو۔ دانتوں میں میل جمتی ہو۔ زرد رنگ رہتے ہوں۔ اور منہ سے پانی آتا ہو۔ اس منجن کے استعمال سے سب نقص دور ہو جاتے ہیں۔ اور دانت موتی کی طرح چمکتے ہیں۔ اور منہ خوشبودار رہتا ہے۔ قیمت فی شیشی بارہ آنے (۱۲)

سرمہ نورالعین

اس کے اجزا موتی و ممیرا ہیں۔ یہ آنکھوں کے امراض کا مجرب علاج ہے۔ آنکھوں کی روشنی بڑھانے والا۔ دھند۔ غبار۔ ککرے۔ خارش۔ جالا۔ ناخونہ۔ ضعف چشم۔ پڑوال کا دشمن ہے۔ موتیا بند دور کرتا ہے۔ آنکھوں کے لیسدار پانی کو روکنے میں بے مثل ہے۔ پلکوں کی سرخی اور موٹائی دور کرنے میں بے نظیر ہے۔ گلہری پلکوں کو تندرست کرنا اور پلکوں کے گرے ہوئے بال از سر نو پیدا کرنا اور زیبائش دینا خدا کے فضل سے اس پر ختم ہے۔ قیمت فی شیشی دو روپے (عہ)

المشتہر
نظام جان عبداللہ جان معین الصحت قادیان

میں نے ان الفاظ کو سنا اور واقعات روزمرہ میں اسکی تفسیر کو پڑھا اور میرے سامنے بحیثیت احمدی کے اپنی ذمہ داری کا بہت بڑا احساس مجسم ہو کر آ گیا۔ میرے دوستو! ملک کی اس سیاسی تحریک کو دیکھتے ہوئے اپنے فرائض پر غور کرو۔ اور سوچو۔ کہ تمہاری منزل کس قدر کٹھن ہو گئی ہے۔ آزادی کی تحریک۔ وطنیت اور قومیت کے نغمے گا گا کر اور مطالبہ کرتے ہیں۔ اور تم اپنے اہل وطن سے کچھ اور چاہتے ہو جس طرح پر اس تحریک آزادی کے علم برداروں میں ایک جنون

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ہندوستان اور دیگر ممالک کی خبریں

—— فرید پور جیل میں ۱۱ ستمبر کو بعض سیاسی قیدیوں نے قواعد جیل کی خلاف ورزی کی۔ اور افسران جیل پر اینٹ پتھر برسائے۔ لیکن پولیس کے آنے پر جلد ہی امن بحال کر دیا گیا۔ کوئی شخص مجروح نہیں ہوا۔

—— فسادات پشاور کے سلسلہ میں دو مسلمانوں پر ایک گورے سپاہی کے قتل کا مقدمہ چل رہا تھا۔ ۱۱ ستمبر کو سشن جج نے دونوں کو الزام قتل سے بری کر دیا۔ لیکن بلوہ کے الزام میں ایک کو تین سال قید با مشقت کی سزا دی۔

—— پیکن سے ۱۰ ستمبر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ شمالی حکومت کا ازسرنو باقاعدہ اور شاندار افتتاح ہوگیا ہے۔ جنرل ین ہسی صدر قرار پائے ہیں۔ ملک بھر میں عام تعطیل منائی گئی۔

—— کلکتہ میں پولیس مدت سے ایک مکان کی نگرانی کر رہی تھی۔ ۱۰ ستمبر کو اس پر چھاپہ مار کر تیار بم اور بم سازی کا بہت سا سامان برآمد کیا۔ دوران تلاشی میں ایک نوجوان سبزی کی ایک گٹھڑی لیکر اندر آیا۔ جس سے تلاشی پر آٹھ بم برآمد ہوئے۔

—— لندن سے رپوٹر نے ۹ ستمبر کو اطلاع دی ہے کہ سر آغا خان نے لندن کی ایک اسلامی انجمن کو ایک چک روانہ کیا ہے۔ تاکہ ارکان انجمن زمین خرید کر اس پر مسجد تعمیر کریں۔ اور اس کا نام مسجد آغا خان رکھیں۔

—— مقدمہ سازش لاہور میں استغاثہ کی بحث ختم ہو چکی ہے۔ ملزمان کو اطلاع بھیجی گئی تھی۔ کہ وہ ۱۱ ستمبر کو حاضر ہو کر اگر کچھ کہنا چاہیں۔ تو کہہ لیں۔ لیکن تاریخ مذکورہ پر افسران جیل نے آکر شہادت دی۔ کہ ملزمان کو حکم پہونچا دیا گیا ہے۔ لیکن انہوں نے حاضر ہونے سے انکار کر دیا ہے:

—— شملہ سے ۱۱ ستمبر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ چونکہ امپیریل کانفرنس کی کارروائی خلاف توقع قدرے طوالت پذیر ہوگی۔ اس لئے گول میز کانفرنس کا اجلاس نومبر کے دوسرے ہفتہ سے قبل انعقاد پذیر نہ ہو سکیگا:

—— بمبئی کی ایک خبر ہے۔ کہ حکومت ہند اور جاپان کے مابین گفتگو ہو رہی تھی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ آئندہ سال سے دونو ممالک کے درمیان وائرلیس جاری ہو جائیگی۔

—— لاہور کی ایک خبر ہے۔ کہ پنجاب پولیس نے ان مجرموں کا سراغ لگا لیا ہے۔ جنہوں نے ۲۳ دسمبر ۲۹ء کی صبح کو وائسرائے کی ٹرین کو اُڑانے کی کوشش کی تھی۔ یہ کام ایک باقاعدہ نظام کے ماتحت ہو رہا تھا۔ اور اسی جماعت نے پنجاب کے مختلف مقامات پر بم بازی کی تھی۔ یہ ایک بڑی بھاری سازش ہے۔ جس کا لیڈر ایک ہندو سائنسدان نوجوان ہنس راج نامی ہے۔ اس جماعت کا مرکز لائل پور بیان کیا جاتا ہے۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ اس سلسلے میں قریباً بیس گرفتاریاں عمل میں آچکی ہیں۔ اور ایک درجن کے قریب ملزمان مفرور ہیں:

—— شملہ ۱۱ ستمبر۔ گورنمنٹ گزٹ کی اشاعت ۹ ستمبر میں پنجاب بھر میں پکٹنگ آرڈی نینس کے نفاذ کا اعلان کر دیا گیا ہے۔

—— کلکتہ میں ریوالوروں کی چوریوں کے متعلق پولیس سرگرم تحقیقات ہے۔ ایک شخص کا ریوالور زیورات میں رکھا ہوا تھا۔ اسے تو اُڑا لیا گیا۔ لیکن زیورات کو چھوا تک نہیں۔ یہ حالت نہایت تشویشناک ہے۔

—— پشاور سے ۱۱ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ نوشہرہ کے مشرق میں گرانڈ ٹرنک روڈ یورپینوں کے لئے کھولدی گئی ہے۔ جو اس بات کا ثبوت ہے۔ کہ سرحد کی حالت رُو بہ اصلاح ہے۔

—— لکھنؤ میں ۱۲ ستمبر کو مسٹر خلیق الزمان چودہری صدر کانگریس نے ایسوسی ایٹڈ پریس کے ایک نمائندہ سے بیان کیا۔ کہ کانگریس نے انتخابات کے لئے بناوٹی امیدوار کھڑے کرنے کی ہرگز اجازت نہیں دی۔ بلکہ اس کا یہی فیصلہ ہے۔ کہ انتخابات سے کوئی سروکار نہ رکھا جائے:

—— شملہ سے ۱۱ ستمبر کو سرکاری طور پر اعلان کیا گیا ہے کہ مسٹر وایٹ۔ اے۔ ایم۔ ایچ ونسنٹ اور مسٹر وی۔ کے۔ دت کو گول میز کانفرنس کے لئے جائنٹ سیکرٹری مقرر کیا گیا ہے۔

—— لائل پور سے ۱۱ ستمبر کی اطلاع بتاتی ہے۔ کہ آدھی رات سے ہی پولیس نے مختلف مکانات کی تلاشی شروع کر دی۔ اور ۱۳ اشخاص کو گرفتار کر لیا۔ لیکن بعد میں دو کے سوا باقی تمام کو رہا کر دیا گیا:

—— بمبئی سے ۱۱ ستمبر کی خبر ہے۔ کہ سہ شنبہ کی نصف شب سے شدید بارش ہوئی۔ اناج۔ کپڑے اور شکر کے تاجروں کو جن کے گودام نچلی منزل میں تھے۔ سخت نقصان پہونچا۔ ان کا مال تباہ ہوگیا۔ مکانات مسمار ہو گئے۔ گاڑیوں اور ٹرام کی آمد و رفت بند ہوگئی۔ نقصان کا اندازہ پچاس لاکھ کیا جاتا ہے۔ چھتیس گھنٹوں میں تیس انچ بارش ہوئی:

—— رگبی سے ۱۱ ستمبر کی اطلاع ہے۔ کہ گذشتہ شب لندن میں نہایت شدید طوفان باد و باران آیا۔ سڑکیں زیر آب ہوگئیں۔ ریل گاڑیوں کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔ بعض مکانات پر بجلی بھی گری:

—— مصر میں ایک قانون مرتب کیا گیا ہے۔ جس کی رو سے ۱۴ سال سے زیادہ عمر کی عورتوں کے لئے اپنے بازو ننگے کرکے بازاروں میں چلنے کی ممانعت کر دی گئی ہے۔ اس جرم کی سزا سات روز رکھی گئی ہے:

—— کانگریس کی موجودہ تحریک کی وجہ سے اس وقت تک ۵۲۳۰ پنجابی جیلوں میں جا چکے ہیں۔

—— الہ آباد میں ۱۲ ستمبر کو پنڈت موتی لال نہرو کے داماد مسٹر ایس۔ آر پنڈت بیرسٹر کو گرفتار کر لیا گیا۔ آپ فسادات پشاور کے متعلق کانگریس کی مقرر کردہ تحقیقاتی کمیٹی کے سکرٹری تھے:

—— لندن کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ گول میز کانفرنس کا اجلاس ۳ ماہ ہوتا رہیگا۔ ایک ہفتہ پہلے اور دو ہفتہ بعد میں عام اجلاس ہونگے۔ اور درمیانی وقفہ میں سب کمیٹیوں کے اجلاس ہوا کرینگے۔ جنکی تعداد ۱۲ یا ۱۳ ہوگی:

—— سکھر میں ماہ اگست ۲۹ء کے شروع میں جو فساد ہوا تھا اس کے سلسلہ میں معلوم ہوا ہے۔ کہ قریباً چھ سو مسلمان گرفتار کئے گئے ہیں۔ ہندو گرفتار شدگان کی تعداد صرف ۵۶ ہے:

—— برلن کی خبر ہے۔ کہ ایک اخبار نے سابق قیصر جرمنی پر الزام لگایا تھا۔ کہ وہ جنگ کے دوران میں توپ کے کارخانہ کرپ سے ناقص سامان خرید تا رہا۔ اس طرح اس نے ہزارہا جرمنوں کی جانیں ضایع کیں۔ سابق قیصر نے اس اخبار پر ہتک عزت کا دعویٰ دائر کر دیا۔ عدالت نے اخبار مذکور کو ۵۰۷ پونڈ جرمانہ یا بصورت عدم ادائیگی جرمانہ تین ماہ قید کی سزا دی:

—— سردار پٹیل کی لڑکی کو چار ماہ قید کی سزا ہوئی:

—— ناگپور میں ۱۰ ستمبر کو والنٹیروں کو سزائے تازیانہ دیئے جانے کے خلاف احتجاج کرنے کے لئے عام ہڑتال کی گئی۔ کچہریوں اور دیگر سرکاری اداروں پر پکٹنگ کیا گیا۔ اور ۲۰ ہزار اشخاص کا ایک جلوس نکالا گیا:

—— انگلستان کے پوسٹ ماسٹر جنرل نے حکم دیا ہے۔ کہ ایسی اشیاء جن پر برطانوی مال کے مقاطعہ کے متعلق اشعار یا جملے درج ہوں۔ اگر ممالک خارجہ سے بذریعہ ڈاک آئیں۔ تو انہیں انگلستان میں تقسیم نہیں کیا جائے گا۔ بلکہ اسی ملک کو واپس کر دیا جائیگا:

—— عمان کی ایک اطلاع ہے۔ کہ حکومت حجاز نے سرحدوں کی حفاظت کے لئے ایک فضائی بیڑہ رکھنے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس سلسلہ میں ۹ ستمبر کو چار طیارے جن کے چلانے والے انگریز ہیں۔ بغداد کے راستے کویت کو روانہ ہوئے:

—— کلکتہ میں ۱۱ ستمبر کو دینش چندر موزمدار ساکن ۲۴ پرگنہ کے خلاف ۲۵ اگست کو سر چارلس ٹیگرٹ کمشنر پولیس بنگال پر بم پھینکنے کی سازش کے الزام میں مقدمہ کی سماعت سپیشل ٹریبونل کے سامنے شروع ہوئی:

(عبدالرحمٰن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپ کر مالکان کے لئے قادیان سے شایع کیا)